شہزادیٔ کونین

علامہ صفدر رضا قادری

فاطمیہ پبلیکیشنز

FAATIMIA PUBLICATIONS

FP

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہزادیٔ کونینؑ

علامہ صفدر رضا قادری

فاطمیہ اسلامک سنٹر

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	شہزادیٔ کونین
نام مصنف	:	علامہ صفدر رضا قادری
بحُسنِ اہتمام	:	عمران خاں قادری
ناشر	:	فاطمیہ اسلامک سنٹر
سرورق و کمپوزنگ	:	محمد الیاس القادری
تعداد اشاعت	:	گیارہ سو
سال اشاعت	:	محرم الحرام ۲۰۱۱ء
زرتعاون	:	250 روپے

ملنے کا پتہ:

☆ فاطمیہ اسلامک سینٹر جی ٹی روڈ علی چک
☆ چشتی کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد
☆ مکتبہ جمال، حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ کشمیر کیمپنگ گراؤنڈ لالہ موسیٰ
☆ جامعہ عثمانیہ شہانہ لوک منڈی بہاؤالدین
☆ مکتبہ شاہ اویس نورانی، جادہ، جہلم
☆ اسلامی کتب خانہ لالہ موسیٰ
☆ شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین
☆ مکتبہ دربار کھڑی شریف (آزاد کشمیر)
☆ نور بک ڈپو، علامہ اقبال روڈ میر پور

انتساب

ملیکۂ عرب۔۔۔غمگسارِ مصطفیٰ۔۔۔مادرِ اہلِ صفا

اُمُّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ طاہرہ سلام اللہ علیہا

کے نام

جن کی آغوش سے نورِ زہراؑ نے حورانِ بہشت کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا

ان جذباتِ محبت کے ساتھ۔۔۔۔!

تیری سیرت ہے عفّت مجسم بنی
تُو ہی اپنے زمانے کی مریم بنی

جب تیری ذات زہرا کی مادر بنی
کون سا گُل تھا جو مسکرایا نہیں

اے خدیجہ معظّمہ نبوت کا گھر
تیرے جیسا کسی نے سجایا نہیں

اسکی رحمت کا سایہ ہے تجھ پہ صدا
جس شہنشاہ کا اپنا ہی سایہ نہیں

گر قبول افتدز ہے عز و شرف
خاک درِ زہرا
صفدر رضا قادری

نذرانۂ عقیدت

جگر پارہ شاہِ انبیاء شہزادیٔ کونین
نبی کی لاڈلی خیرُ النساء شہزادیٔ کونین

نہیں خاتون کوئی جس کی ہمسر سب زمانے میں
علیؑ کے گھر کا ہے نور و ضیاء شہزادیٔ کونین

سلاطینِ ولایت جس کے در سے فیض پاتے ہیں
کرم کی انتہا ، بحرِ سخا شہزادیٔ کونین

وہ جس نے فقر کی شاہی کا تاجِ اولیں پایا
ہے نقشۂ مصطفیٰؐ کا سرتاپا شہزادیٔ کونین

نہیں تھا اور کوئی کفو جس کا سارے عالم میں
ازل سے تھی برائے مرتضٰی شہزادیٔ کونین

وہ نبی کی نورِ عین اور والدہ سب آلِ اطہر کی
جو ہے اُمّ شہیدانِ وفا شہزادیٔ کونین

عطا خوانِ کرم سے سیّدہ اس کو بھی ہو ٹکڑا
ہے ساجدؔ آپ کے در کا گدا شہزادیٔ کونین

فہرست	صفحہ نمبر
تقدیم	13
آیت صلاۃ	31
دعا قبول نہیں	31
نماز قبول نہیں	32
امام شافعیؒ	32
صلوٰۃ بتراء	34
اللہ نے دُرود خاص کر دیا	37
آلِ محمد اور اُمتِ محمد	38
آل اور اصحاب	38
آل کا اطلاق	39
آل داؤد	40
آل ابراہیم وآل عمران	40
آل محمد	41
آل محمد کی خصوصیت	41
دھوکہ دہی	42
آیت مودّت	43
امام زین العابدین کی تفسیر	44
امام حسن مجتبیٰ کی تفسیر	45
محبت کا اجر	46
ایک دن کی محبت	47
بغیر محبت کے اعمال بیکار ہیں	48
امام شافعیؒ فرماتے ہیں	49
محبین کا مقام	50
بغض کا نقصان	50
یہودیوں کے ساتھ حشر	51
ہمارے بغض سے بچو	52
آیت مباہلہ	52
انتخاب مصطفیٰ	53
قافلہ نور کی روانگی	53
بڑا پادری بول اٹھا	54
اولادِ بتول ہی اولادِ رسول ہے	56
حکمت اور قانون	56
میں ان کا باپ ہوں	57
امام موسیٰ کاظمؑ کی دلیل	58
آیت بحرین	59
آیت کلمات	61
علم الاعداد	63
سلامتی ایمان	64
یہ نام سفینہ نوح پر	66

آیت تطہیر	68	عجیب کرامت	87
شان نزول	68	یہ بیٹا نہیں بیٹی ہے	88
درِ فاطمہ اور آیت تطہیر	70	تاریخ ولادت باسعادت	90
اہل بیت کا تعین	71	سیّدات کی آمد	91
بس یہی اہل بیت ہیں	72	عطائے الکوثر	93
اختصاص پنجتن پاک	73	تعلیم و تربیت	95
آیت سخاوت	74	بیٹی کا ماں سے سوال	96
شان نزول	76	زیب و زینت سے بے رغبتی	97
نام مبارک	77	سیدۂ کائنات کو پہلا صدمہ	97
نام کی وجہ تسمیہ	77	خدیجۃ الکبریٰ سے بہتر کوئی نہیں	98
فاطمہ کا معنی	78	حضرت خدیجہ کی آخری آرزو	99
القاب مبارک	78	مجھے کفن عنایت کر دیجئے	100
کنیت مبارک	79	کفن جنت سے آیا	101
بتول کی وجہ تسمیہ	79	میری ماں کہاں ہے	101
بتول کے معنی	80	بیٹی رو نہیں	103
زہرا کا مفہوم	81	بیٹی کو تسلی دیتے ہیں	103
سیدۃ النساء العٰلمین	82	سیدہ کی بددعا	104
سیّدۂ سیدات	83	ہجرت مدینہ	105
پنجتن پاک خلقت آدم سے پہلے	84	تزویج فاطمہ	105
جنت کی خوشبو	86	نکاح فاطمہ کیلئے وحی آئی	106

بیت المعمور کہاں ہے	107	ستر ہزار فرشتے اترے	123
فرشتے گواہ بنے	108	خدیجۃ الکبریٰ کی یاد میں	124
جنت میں نکاح	108	دعائے مصطفیٰ ﷺ	125
چالیس ہزار فرشتے گواہ	109	گنہگاروں کی شفاعت	125
شجر طوبیٰ وجد میں	110	قتل کی جھوٹی خبر	126
جنتی میوے لٹائے گئے	111	زیبانی خاتون سے ملاقات	127
نکاح سیدہ زمین پر	111	زیبانیہ میدان احد میں	128
مہاجرین وانصار سے خطاب	112	سلام زہراؑ	129
علیؑ نے درخواست پیش کی	112	باپ بیٹی کی ملاقات	130
حق مہر	113	شہادت حمزہ اور سیدہ فاطمہؑ	131
کاغذ کا ٹکڑا	114	ولادت امام حسنؑ	134
کاغذ میں کیا تھا	115	ولادت امام حسینؑ	135
میرا حق مہر امت کی شفاعت	115	آمدِ ثانیٔ زہرا	136
دوسری روایت	116	استقبال زہرا	138
یہ اہتمام کیوں	117	میرے ماں باپ تجھ پر قربان	138
سیدہ زہرا کا جہیز	118	سب سے زیادہ محبت	139
آسمانی جہیز	119	شبیہہ رسول	140
راز کی بات رازداروں میں	120	سب سے پہلے سب سے آخر	140
شادی کا جوڑا	121	زریت فاطمہؑ پر جہنم حرام ہے	141
شان رخصتی	123	فاطمہ میرا ٹکڑا ہے	141

امام عبدالرحمٰن سہیلی کا استدلال	142	دعا کے لیے ہاتھ بلند	155
امام سبکی کا استدلال	142	بنت رسول میدان محشر میں	156
صداقت زہرا	143	سرکار ممبر سے اتر آئیں گے	157
ابتداء بھی فاطمہ انتہا بھی فاطمہ	143	افضلیت فاطمہ	158
ایثار فاطمہ	144	امام علیم الدین کا قول	159
در بتول پہ صدا	145	امام مالک کا فتوئی	159
چادر زہرا کا اثر	145	امام سبکی کا مذہب	160
بنت رسول کی دعا	146	محققین کی تصریح	160
سلیمانؑ پیغمبر کی بیٹی	147	امام ابن ابی داؤد کا قول	161
مولا علی کا خواب	147	سلف وخلف کا اجماع	162
مولا علی کا استفسار	148	جنت چمک اٹھی	162
سیدہ شادی کی تقریب میں	148	فاطمہ شامیہ سے ملاقات	163
دعوت کا مقصد	149	سیدہ فاطمۃ الزہرا کی سخاوت	164
شہزادیٔ کونین کی آمد	150	فاطمہؑ۔ مریمؑ	164
دعوت اور کرامت	150	پہلی نسبت	165
ہم بھی دعوت کریں۔ گے	151	دوسری نسبت	165
مخدومہ کونین کے ہاتھ اٹھے	152	تیسری نسبت	166
امت کے گنہگار جہنم سے آزاد	152	سیدہ کا تقوئی	167
فرشتے چکی پیستے ہیں	153	عبادت زہرا	168
جبریل درزی بن کر آتا ہے	154	قول امام حسنؑ	168

خواجہ حسن بصری کا قول	169	قبر رسول پر حاضری	187
تسبیح فاطمہؓ	169	ناقہؑ عضباء	188
فرمان امام جعفر صادق	170	سیدہ سے گفتگو	189
الصدیقہ الطاہرہ	171	سیدہ کا پیغام	189
ملکہ عفت وحیا	172	روز قیامت عزت زہرا	190
پردے کا عالم	173	اہل محشر کو حکم	191
خلق عظیم کی مثال	173	سیدہ کائنات کا خواب	192
سرور کائنات کا خطبہ	174	آج میرا آخری دن ہے/آہ نکل گئی	193
بدلہ لے لو	175	کمال عفت وحیاء	194
سیدہ کی بے قراری	176	مجھے رات کو دفن کرنا	195
قصاص ہم پر ہے	177	غسل خود فرمایا	195
حسنین کریمین بھی آگئے	177	کافور کے تین حصے کئے	196
امت کا غم	179	مجھے تنہا چھوڑ دو	196
سیدہ زہرا کی حالت زار	180	مناجات کی آواز	197
دروازہ بتول	181	روح، اللہ نے قبض فرمائی	197
امت کے حق میں دعا	182	سیدہ پاک کا وصیت نامہ	198
عزرائیل اجازت طلب کرتے ہیں	184	دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہوں	200
سیدہ فاطمہ کا جواب	184	مزار اقدس	200
بیٹی سے گفتگو	186	نماز جنازہ و مدفن	201
وصال رسول پر ندبہٗ بتول	187	تاریخ وصال/ بیٹے، بیٹیاں	202/201

تقدیم

اسلام مخالف طاغوتی قوتیں اُمتِ مسلمہ کی وحدت کوتاراج کرنے کی خاطر ہر دور میں ایک منظّم انداز میں مصروفِ عمل رہی ہیں۔ اِنہوں نے اپنے اِس مذموم مقصد کے حصول کی خاطر پرکشش نظریاتی فتنوں کے ایسے جال بچھا دیئے ہیں جس میں سادہ لوح مسلمان گرفتار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ بایں وجہ یاس و منوطیّت نے اُن کے معاشرتی، تہذیبی ماحول کے ساتھ ان کے مذہبی خیالات کو بہت بُری طرح متاثر کیا ہے یہاں تک کہ اُن کے وجود کے اندر قومی غیرت، ملّی حمیّت اور دینی جذبات سرد ُبرہو کررہ گئے ہیں۔ انکی اعلیٰ اخلاقی قدریں دم توڑتی دکھائی دے رہی ہیں۔ اسلام اور مذہب کے مقدّس نام پر مختلف قسم کے افکار و نظریات رکھنے والے بے شمار گروہوں نے تحریکوں کی صورت میں خود کو جنم دیا ہے۔ انکے منفی رویوں سے آج پوری دنیا میں اسلام ''غریب الغرباء'' مظلومیت اور بے بسی کی تصویر بن چکا ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود کو انتہا پسندی، دہشت گردی، قتل و غارت گری، اور فرقہ

واریت جیسے انسانیّت سوز جرائم کے بھنور میں دھکیل دیا ہے۔ اس مایوس کن صورتحال میں دین سے سچی عقیدت ومحبت رکھنے والا اور سینے میں اس درد کو محسوس کرنے والا ایک عام مسلم فرد جہاں مضطرب ہے وہاں وہ سراپا سوال بھی دکھائی دیتا ہے کہ!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہ کون کر رہا ہے؟ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ کارفرما ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اس کو یہ خبر نہیں ہے کہ یہاں اس گلشن میں باغباں کے روپ میں صیّاد گھس آئے ہیں ان کا مشن آبیاری نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔بربادی وتباہ کاری ہے۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ۔۔۔!

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن میں تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برق وشرر سے ملے ہوئے

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جو ہم خود کو مجبور بے بس جان کر دبے بیٹھے ہیں بحرِ ذِلّت میں بے رحم موجوں کے تھپیڑے کھاتی یہ کشتی روبہ زوال بھی ہے اور کسی خدا آشنا ناخدا کی تلاش میں سرگرداں بھی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ طائران لاہوتی ہیں مگر ان سے طاقتِ پرواز چھین لی گئی ہے اور یہ کرگسی ماحول میں اپنی پہچان بھی کھو بیٹھے ہیں۔ انکے پروں کو کاٹ کر بے بس بنا دیا گیا ہے۔۔۔۔ ۔۔۔۔ان کو اپنی ہی سرزمین پر غیر محفوظ کر دیا گیا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا کیوں ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔؟

بقولِ شاعر!

بہاروں میں اپنا نشیمن نہ جلتا
اگر باغباں کی شرارت نہ ہوتی

اس حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کیلئے برصغیر سمیت اور پورے خطۂ عرب میں آپ کو "ہمفرے" جیسے عیّار جاسوس کی کارستانیوں کا بغور جائزہ لینا ہوگا۔۔۔۔ہمفرے کے اعترافات آپ پر تمام سربستہ راز کھول دینگے کیونکہ اس نے پہلے ایک مذہبی لیڈر کو شیشے میں اُتارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر اس سے نبوّت و رسالت کے اوصاف و کمالات سے بغاوت کرا ڈالی۔ جس کے خودساختہ عقائد و نظریات نے فرقہ واریت کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا جس کے نتیجے میں سرزمینِ حجاز پر جو مذہب کا نقشہ اُبھر کر سامنے آیا وہ ایک خونی اور خوفناک داستاں ہے۔ جس کے تصور سے بھی وحشت ہوتی ہے اور روحِ مسلم کانپ اُٹھتی ہے۔۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔خاندانِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام اور صحابہ کبار علیہم الرضوان کے مزاراتِ مقدّسہ سمیت جنت البقیع اور جنت المعلیٰ کو مکمل طور پر مسمار کر دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔بے گناہ معصوم بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا

قتلِ عام کیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان بھیانک کارروائیوں کو مشرکین کے خلاف جہاد کا نام دے دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تبلیغِ دین کی آڑ میں اصنامِ باطلہ کے حق میں نازل ہونے والی آیاتِ قرآنیہ کو انبیاء ومرسلین اور اولیاء وصالحین پر چسپاں کر کے دلوں سے روحِ ایمان کو نکالنے کی سازش کا سلسلہ شروع ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو آج تک جاری ہے اس منصوبہ بندی کا ذکر علاقہ اقبالؒ نے یوں فرمایا ہے!

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیّلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
اہلِ حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہُو کو مرغزارِ خُتن سے نکال دو

یہ جُبّہ و دستار میں ملبوس خود کو اسلامی تہذیب کا ترجمان ظاہر کرنے والے علماءِ اسلام نہیں ہیں بلکہ یہود و ہنود کے آلۂ کار ہیں۔ انکے اصل چہروں کو بے نقاب کرنے کی اشد ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ یہ انسان نما بھیڑیئے ہیں جن سے اسلام کا وجود خطرے میں

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے دل محبتِ رسول سے بالکل نا آشنا ہیں اور یہ ظالم اب اہلِ محبت کے دلوں سے عشقِ رسول کے دیپ گُل کرنے کے در پے ہیں۔۔۔۔۔۔۔قرآن و احادیث کی کمزور تاویلات کے سہارے لیکر آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل پاک کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اولیاء کرام کے مزرات مقدسہ پر دھماکوں کی سازشیں تیار کرنا۔۔۔۔۔۔۔اور ان کی بے حرمتی کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔علمی مباحثوں کو خونی مجادلوں میں بدل دینا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور غلامانِ آلِ پیغمبر پر کفر و شرک کے فتوے لگانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج کے ان خوارج و نواصب کے محبوب ترین مشاغل ہیں۔۔۔۔۔۔کمالاتِ رسالت اور اوصافِ نبوت کا انکار ہی اُن کے نزدیک خالصتاً دین ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تو پھر ان سے کوئی پوچھے ارے نادانو! تمہارے نزدیک اسے دین کہتے ہیں تو بتایئے بولہبی کسے کہتے ہیں؟۔۔۔۔۔علامہ اقبالؒ نے اس جماعت کے بہت بڑے مفتی صاحب کو رموزِ دین سے آگاہ فرماتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔!

بمصطفےٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اُوست
اگر بہ اُونہ رسیدی تمام بولہبی است

خداوند تعالیٰ کی ذات اور احادیث کا انکاری آئینِ شریعت کی روشنی میں مشرک کہلاتا ہے اور اس حقیقت کو ماننے والا موحّد ہوتا ہے ذاتِ ختمی مرتبت آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کے منکر کو کافر کہتے ہیں جبکہ دل وجاں سے آپکے جملہ اوصاف و کمالات اور اختیارات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے والا مسلمان مانا جاتا ہے۔۔۔۔ بالکل اس طرح دستورِ اسلامی کے مطابق اہلِ بیتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و مودّت سے سرشار شخص کو مومن اور اِن سے بغض وعداوت رکھنے والے کو منافق کہتے ہیں۔

فرامینِ سیدِ عالم ﷺ کے مطابق ایک منافق کی پہچان آلِ اطہار علیہم السلام سے بغض وعداوت ہے اور ان سے محبت وعقیدت اور وفاداری و جانثاری کو ہی ایمان اور تقویٰ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ دشمنِ اہلِ بیت، قرآن وحدیث کی رُو سے منافق ہے اور غلیظ بھی، اور یہ ناپاکی اس کے وجود میں خون کے اندر شامل ہے۔ آپ اپنے گرد بغور جائزہ لیں ان لوگوں کے رویوں کا۔ ذکرِ اہلِ بیت سنتے ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ احادیثِ رسول جو فضائلِ آلِ نبی میں بیان کی جاتی ہیں ان کو من گھڑت کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ذکرِ علی علیہ السلام، شانِ زہرا، منقبتِ حسنین علیہم السلام سنتے ہی اُنکے چہرے پر غیظ وغضب کے اثرات نمودار ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ نے بھی ان کی علامات کا مشاہدہ فرمایا ہے۔فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔!

بُغضُ الوصِیِ عَلامَۃٌ مَکتُوبَۃٌ

کُتِبَتْ عَلیٰ جَبھَاتِ اَولَادِالزِنَا

ترجمہ: (حضرت علی کرم اللہ وجہ) کی دشمنی ایک ایسی علامت ہے جوان لوگوں کے ماتھے پر لکھی ہوتی ہے جن کا باپ کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔اس ضمن میں ایک روایت نقل کیے دیتا ہوں جو خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ کرمانوالہ شریف کے مرشدِ اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ کے ملفوظات میں مرقم ہے۔ایک صحابی کے ہاں سیاہ فام بیٹا پیدا ہوا دونوں میاں بیوی کا رنگ سفید تھا صحابی کو شک گزرا کہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ بیوی نے عرض کی کہ اس کا فیصلہ جنابِ رسول اللہ ﷺ سے کروالیں دونوں میاں بیوی اپنے نومولود بیٹے کو لے کر حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرہ بیان کیا اتنے میں حضرت امام حسن علیہ السلام تشریف لے آئے تو اس نومولود بچے نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو سلام کیا آپ نے فرمایا فیصلہ تو ہو گیا یہ بیٹا آپ کا ہی ہے اگر یہ نومولود نطفہ حرام ہوتا تو کبھی میری اولاد کو سلام نہ کرتا۔ یہ شان ہے خانوادۂ اہلِ بیتِ اطہار کی۔ بعد ازاں حضرت امام حسن نے اس بچے

کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا رنگ سفید ہو گیا۔

(معدنِ کرم۔۔۔۔محمد اکرام ایم اے)

یہ جس عظیم المرتبت ہستی نے حدیثِ رسول بیان فرمائی ہے۔آپ اُن اولیاءِ کرام میں سے ہیں جو ظاہری علوم کیساتھ باطنی علوم سے بھی بہرہ مند تھے۔۔۔اس واقعہ کی تائید وہ تمام احادیث کرتی ہیں جو کتبِ احادیث میں پھیلی ہوئی ہیں۔چونکہ اوصافِ نبوت اور کمالاتِ رسالت سمیت تمام معجزاتِ پیغمبر ﷺ میں کسی ایک کا انکار کرنے والا بے دین ہوتا ہے۔۔۔۔ ۔۔۔اور اس سے بڑھ کر ایک اُمتی کی بغاوت بھی کیا ہو سکتی ہے؟۔۔۔۔۔ کہ جس ذاتِ اقدس کی صداقت کا زباں سے اقرار اور دل سے پختہ یقین تکمیلِ ایمان کہلائے۔۔۔۔بھلا پھر اُنکے اوصافِ جلیلہ اور کمالاتِ عالیہ سے منحرف ہونے والا منافق نہیں تو اُسے اور کیا کہا جائیگا۔۔۔۔۔بالیقیں اسی جرم کا نام منافقت اور اپنے پیارے رسول ﷺ سے غدّاری ہے۔۔۔۔ آپ کے وجودِ مقدس کا ہر عضو معجزہ ہے۔۔۔۔۔ ہر دعا اور ادا معجزہ ہے۔ ۔۔۔۔چشم و دھن معجزہ ہے بلکہ آپ کا سارے کا سارا بدن معجزہ ہے۔۔۔ ۔۔ یہ مسلمہ قانون ہے کہ اولاد باپ کے وجود کا حصہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔تو پھر جس نبیٔ مکرم علیہ السلام کا پورا وجود رحمتِ کل جہاں ہے۔۔۔۔۔تو اُن کے بدنِ اقدس کا ہر عضو باعثِ رحمتِ عالمیاں ہے۔۔۔۔۔۔اس

اعتبار سے آنحضرت ﷺ کی اولادِ اطہار آپ کے بدنِ منور کا جُز کہلاتی ہے۔۔۔۔۔۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلویؒ یوں عرض گزار ہیں!

اللہ رے تیرے جسمِ نور کی تابشیں
اے جانِ جاں، میں جانِ تجلی کہوں تجھے

اور یہ بھی کہ!

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ اولاد باپ ہی کے صُلب میں ہوتی ہے لیکن یہ اعجازِ نبوت ہے۔ قانونِ فطرت اپنی جگہ ہے۔ لیکن یہ معجزہ ہے جسے سوچا نہیں جاتا، مانا جاتا ہے۔

لٰہذا آپ ﷺ کی اولادِ پاک کا مولود وظہور آپ کی پیاری نورِ نظر بیٹی سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا کے بطنِ مبارک سے ہوا۔ شانِ زہرا سبحان اللہ۔ ہر بیٹی یوں تو باپ کے گھر باعث رحمت ہوا کرتی ہے تو اس بیٹی کی شان علیٰ کا کیا کہنا کہ بوقتِ ولادت ہی جس کا وجود رحمۃ اللعالمین کے لیے رحمت ٹھہرا ہو۔

قارئینِ کرام! ان تمام شواہد و براہین کی موجودگی میں بھی ایسے تاریک دل اور سیاہ نصیب لوگ موجود ہیں جو اولادِ رسول کے فضائل و خصائص کا کھلے بندوں انکار کر دیتے ہیں۔ یہ بدترین گروہ خوارج و نواصب کا ہے یہ اُمت کے اندر ایسا فتنہ ہے جس کا سامنا اہلِ حق علماء کرام کو کرنا پڑا ہے۔ اس فتنے کا آغاز ایک موذی وباء کی صورت میں عہدِ خلفائے راشدین میں ہو چکا تھا اس وقت بھی صحابہ کرام کے ہاں ان کی پہچان کے لیے یہی کسوٹی تھی۔ فرماتے ہیں کہ ہم منافقین کو بغضِ علی سے پہچان لیتے ہیں۔

دلِ نجس میں سماتی نہیں ہے حُبِّ علیؑ
یہ شے بڑی نفاست پسند ہوتی ہے

آیئے! خارجیوں اور ناصبیوں کا تعارف یہی کرائے دیتا ہوں۔

حافظ ابن عساکر متوفی ۵۶۶ھ نے ''تہذیب'' میں لکھا کہ جو لوگ حضرت علی کے ساتھ بغض رکھنے کو اپنا دین اور مذہب سمجھتے ہیں وہی ناصبی ہیں اور ان کو خارجی کہا جاتا ہے۔

(تہذیب۔ابن عساکر، ۳۴ جلد چہارم)

مفتی غلام رسول جماعتی نقشبندی اپنی کتاب امام حسین اور خلافت راشدہ میں یوں رقم طراز ہیں۔ اگرچہ ناصبی اور خارجی میں فرق ہے کہ ناصبی وہ لوگ ہیں جو اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہیں اور خارجی وہ ہیں جو یہ کہتے تھے۔

ان الحکم الا اللہ یعنی حکم صرف اللہ کے لیے ہے یہ لوگ جب بھی حضرت علیؑ کو دیکھتے یہی نعرہ لگاتے حضرت علیؑ نے فرمایا کرتے 'ظاہراً تو تمہارے لفظ صحیح ہیں لیکن تمہاری مراد باطل ہے' ناصبیوں کو خارجی اس لئے کہا گیا کہ خارجی بھی حضرت علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے اور خارجی مسلمانوں کو بھی کافر سمجھتے تھے غرض کہ ناصبیوں کو بھی خارجی کہا جاتا ہے نواصب اور خوارج کا بانی مروان بن حکم تھا اس نے اس لقب کی بنیاد رکھی۔

(امام حسن اور خلافت راشدہ ص ۳۴ مطبوعہ لندن برطانیہ)

درج بالا سطور میں خوارج اور نواصب کا ایک مختصر تعارفی خاکہ پیش کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اہل بیت کرام علیہم السلام کے شدید ترین دشمن اور مولائے کائنات سیدنا حضرت علی شیر خدا کی عظمت کے باغی تھے۔

مسلمانوں کو کافر کہنا ان کے معمولات میں سے ہے اور یہ بھی کہ مروان جیسا بد بخت شخص انکا محبوب ترین پیشوا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ مروان بن الحکم برسرِ ممبر حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ پر سب و شتم کرتا تھا اور مروان بن الحکم کی یہ بھی عادت قبیحہ تھی کہ جب حضرت علیؑ کو ابو تراب کہتا تھا یہ حضرت علی شیر خدا کی کنیت تھی جو حضور ﷺ نے بطور پیار و محبت آپ کو عطا فرمائی تھی مگر مروان طنزاً اس لفظ کو خاک

آلودہ کے معنی میں استعمال کرتا تھا۔

(بحوالہ امام حسنؓ اور خلافت راشدہ ص ۳)

جو بھی اہلِ بیت کا دشمن شدید ہوتا ہے
وہ کسی دور میں بھی ہو، یزید ہوتا ہے

رفتہ رفتہ ان مسلم نما منافقین نے سازشوں کا سلسلہ اس انداز سے شروع کردیا کہ بڑے بڑے محدثین، آئمہ کرام اور علماء اُمت انکے کے حملوں اور طعنوں کا نشانہ بنتے رہے لیکن یہ ہر دور میں اپنے اطوار و انداز اور رنگ بدلتے رہے جس کی ترجمانی حکیم الامتؒ نے فرمائی ہے۔

حقیقتِ ابدی ہے مقام شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

زیرِ نظر تصنیف لطیف ادیبُ العصر، کشّافُ الحقائق، عظیم دانشور اور محبتِ آل رسول کے پُر جوش مبلغ علامہ صفدر رضا قادری زید مجدہٗ' کا سیدۂ کائنات، وارثہ چادرِ تطہیر، ملکہ فردوسِ بریں، نورِ چشم رحمۃ اللعالمین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہِ اقدس پناہ میں نذرانۂ عقیدت ہے جس میں انہوں نے اپنے محبت سے لبریز پاکیزہ جذبوں کی ترجمانی بھرپور انداز میں فرمائی ہے۔۔۔اور اُس عالی مرتبت بارگاہِ زہرا پاک میں اپنی نیازمندی کے آنسوؤں کو موتیوں کی صورت میں نوکِ قلم سے چُنتا اور حسین

ستاروں کی مانند زیبِ قرطاس کر دیا۔۔۔۔۔۔آپ نے ان اوراقِ محبت سے جو گلدستہ تیار کیا ہے اس میں سیرت کے نقوش سمیت فضائل و شمائل کے ابواب کو قرآن و حدیث اور فرامین آئمہ کرام، ارشاداتِ صوفیاء کے دلائل سے مزین فرما کر اس میں جہاں اہل علم حضرات کے ذوق کا سامان پیدا کر دیا ہے وہاں عام قارئینِ اہلِ الفت و محبت کے مطالعہ کیلئے آسان پیرائے میں قابل فہم اور نفع بخش بنا دیا ہے۔۔۔۔۔۔مجھے یقین ہے کہ دوران مطالعہ جہاں آپ کی اس تحریر میں محبت کی فراوانی اور عقیدت کی چاشنی میسر آئے گی وہاں ناقدین کو آپ کی علمی وجاہت و ثقاہت کا بھی پورا احساس ہوتا رہے گا۔۔۔۔علامہ صفدر رضا قادری باغ و بہار شخصیت کے مالک ہیں۔۔۔۔ اور اہل قلم میں ادبی حوالے سے نو وارد نہیں اور نہ ہی کسی تعارف کے محتاج ہیں اس سے قبل آپ کے انتہائی دلچسپ تحقیقی و ادبی مقالات مختلف موضوعات پر بھی شائع ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔۔آپ ایک بلند پایۂ منجھے ہوئے نکتہ داں، صاحب طرز خطیب ہیں۔۔۔۔۔۔۔ملک کے طول و عرض میں اُنکی جادو بیانی کی دھوم ہے۔ اظہار تکلم میں بے ساختگی اور لطافت کے سبب منفرد انداز رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔خطابت کی دنیا میں بسا اوقات خطباء جوش میں اپنے ہوش کھو بیٹھتے ہیں مگر آپ کی تقریر کا یہ طرّۂ امتیاز ہے کہ

جوش میں بھی ہوش کا دامن کسی صورت ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

خاندانِ رسول سے انکا اک خاص قسم کا قلبی و روحانی لگاؤ ہے۔۔۔۔ ۔۔۔۔مدحتِ آلِ زہرا سلام اللہ علیہا اُن کی گفتگو کا خاص عنوان اور محور ہوتا ہے۔ساداتِ کرام کی تعظیم و تکریم اُن کے خونِ خمیر میں شامل ہے۔۔۔۔ اور یہ وہ وراثت ہے جو اُن کو آغوشِ مادر سے ملی ہے۔۔۔۔۔۔وہ علم نواز بھی ہیں اس لئے علماءِ کرام کی بے پناہ قدر کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔انکا مسکن 'مولا علیؑ' کے نام پر علی چک (لالہ موسیٰ ضلع گجرات) ہے۔۔۔۔اس لئے اسمِ علیؓ ہی انکا محبوب ترین ورد وظیفہ ہے۔۔۔۔اُن سے اظہارِ وفا کرنے والے احباب کا وسیع حلقہ ہے مگر اُن کے نزدیک دوستی اور محبت کا ایک ہی معیار ہے۔۔۔۔اور وہ ہے۔۔۔۔۔"حُبِّ علیؑ" ۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ وہ اس کو ہی اپنے لیے باعثِ شفاعت اور نجات جانتے ہیں گویا کہ اُنکی فراست بھی یہی ہے اور جنوں بھی یہی ہے۔۔۔۔۔انکا کہنا ہے!

بقول حضرت علامہ اقبالؒ!

ہمیشہ وردِ زباں ہے علیؓ کا نام اقبالؔ
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

شہزادیٔ کونین کے نام پر ہی آپ نے فاطمیہ اسلامک سنٹر برائے

خواتین (جی ٹی روڈ علی چک لالہ موسیٰ ضلع گجرات) قائم کیا ہے اور اس انتہائی اہم اور نازک موضوع پر قلم اُٹھا کر ایک مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے۔۔۔۔۔۔اس لئے کہ اسلامی معاشرے میں عورت کا کردار اس کی ترقی کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ بیٹی کی حیثیت سے وہ اپنے والدین کے لئے محبت و خلوص کا محور اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔بہن کے درجے میں شرم وحیاء اور عزت و وقار ہونے کے ساتھ ایثار و قربانی کا نمونہ، راہِ حق پر استقامت کیلئے سچے جذبوں کی تصویر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ بیوی ہونے کے ناطے اُسے شوہر کیلئے راحت و سکون، ہمت و حوصلے، اطاعت و وفاداری کا پیکر ہونا چاہیے تاکہ دینی و دنیاوی اُمورِ زندگی میں اپنے شوہر کی معاون و مددگار ثابت ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ایک ماں ہونے کے اعتبار سے اپنی اولاد کیلئے معلّمۂ اخلاق، تزکیہ وطہارت، کے ساتھ صبر و تحمل اور جانبازی کا مجسمہ ہونا چاہیے۔

علامہ صفدر رضا قادری نے اُن تمام امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہر ایک کردار کو سیدہ خاتونِ جنت کی حیاتِ مقدسہ کے آئینے میں پیش کیا ہے۔۔۔۔۔تاکہ دخترانِ اسلام کیلئے زندگی کی خوبصورت اور کامیاب راہوں کا تعین کرنے میں آسانی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ان معاشرتی ناہمواریوں

سے پوری طوح باخبر ہیں جن کے سبب ہمارے یہاں عائلی ماحول مغربیت پسند ہو رہا ہے۔ اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ آزادی کے نام پر فحاشی و عریانی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔۔۔۔ حقوقِ نسواں کے نام پر عورت کے تقدّس اور اس کی عصمت کو پامال کیا جا رہا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا سمیت تمام ذرائع ابلاغ کو ہماری اخلاقی اقدار کی تباہی و بربادی کیلئے مغربی سامراج استعمال کر رہا ہے۔۔۔۔ اس لئے آج اس مسلم معاشرے میں عورتیں حیاء و حجاب کا زیور اُتار کر ذلّت و رسوائی کے اشتہار بننے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔۔۔۔ جدّت پسندی کی تباہ کن فکر نے عورت کو مرد کی برابری کا جھانسہ دیکر ورغلاتے ہوئے اسے اپنے فرائض منصبی سے بیگانہ بنا کر بازاروں کی آرائش کا سامان بنا دیا ہے۔

علامہ صفدر رضا قادری پُر عزم ہیں کہ حیاء سوز طوفان اور ان بگاڑ پیدا کرنے والی زہر آلود آندھیوں کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔۔۔ اس کے عملی سدِّ باب کیلئے انہوں نے شمع شبستانِ حرمِ رسول کی پاک سیرت ''شہزادیٔ کونین'' لکھ کر یہ پیغام دیا ہے کہ!

۔۔۔۔۔۔ اے مادرانِ ملّت اور دخترانِ اسلام آؤ۔۔۔۔۔ حُسنِ سیرت کا وہ آئینہ دیکھو جس کی پاکیزگی پر حورانِ جنت ہزار بار فدا ہوتی ہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ اُس کی پاک سیرت مادیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اُجالوں کا پیغام ہے۔۔۔۔ اس کی زندگی کے نقوش اُسوۂ رسول کا عکسِ جمیل ہیں۔۔۔۔۔۔ کیونکہ۔۔۔۔!

مثلِ پیغمبر ہمہ اطوارِ اُو
نطقِ اُو، گفتارِ اُو، رفتارِ اُو
مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؑ
مادراں را اُسوۂ کامل بتول

آیئے ''شہزادیٔ کونین'' کے حضور ''غلامِ غلامانِ زہرا'' پاک کے قلم سے اِن صفحات پر بکھرے پھولوں کی خُوشبو سے مشامِ جاں کو معطر کریں کیونکہ علامہ صفدر رضا قادری کا یہ کہنا ہے کہ!

کون سا حُسن اِن اوراقِ پریشاں میں نہیں
ہم نے وہ پھول چنے ہیں جو گلستاں میں نہیں

آخر میں خدا تعالیٰ کے حضور یہ التجاء ہے کہ پروردگار علامہ صاحب کے اس اخلاص اور حسنِ عمل کو قبول فرمائے اور اُن کے عزمِ جواں کو استقامت سے نوازے۔ جس راہِ وفا کا انتخاب انہوں نے کیا ہے اس کی آخری منزل تک ان کی دستگیری فرمائے۔ جن محاذوں پر یہ مجاہدانہ صلاحیتوں کو آزما رہے

ہیں خدا اپنی تائید و نصرت عطا فرمائے۔۔۔

بروزِ حشر شہزادیٔ کونین سلام اللہ علیہا کے بابا کی ہم سب کو شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین بحرمت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

یکے از غلامانِ الِ رسول

ظفر اقبال فاروقی

محلہ شفقت آباد، منڈی بہاؤالدین

آیتِ صلوٰۃ

اِنَّا اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْمًاo

(سورۃ احزاب ۵۲)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درُود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درُود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

درُود کے معنی رحمت اور برکت کے ہیں۔ درود کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو معنی ''نزولِ برکت'' کا ہوگا، اور جب درُود کی نسبت فرشتوں اور اہلِ ایمان کی طرف ہوگی تو معنی ''دعا'' ہوگا۔

دعا قبول نہیں:

معلم و مقصود کائنات، وجہ ایجاد و بقا، نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّعَاءُ مَحْجُوبٌ حَتّٰی یُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِہٖ

کہ جب تک محمد ﷺ اور آپ کے اہلِ بیت پر درُود نہ پڑھا جائے تب تک دعا قبولیت سے رُکی رہتی ہے۔ ا

نماز قبول نہیں:

صحابیٔ رسول ﷺ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلَیَّ وَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلُ مِنْهُ ۲

جس نے نماز پڑھی اور اُس میں مجھ پر اور میرے اہلِ بیت پر دُرود نہ پڑھا اسکی نماز قبول نہیں۔

امام شافعیؒ

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

ا (صوائق محرقہ ۱۴۸ بحوالہ امام دیلمیؒ) ۲ سنن بیہقی ۲/۵۳۰

كَفَا كُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اَنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

اے اہلِ بیتِ رسول (ﷺ) تمہارے عظیم المرتبت ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

صلوٰۃِ بتراء

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر صلوٰۃ بترا نہ بھیجا کرو (بترا کہ معنی ہیں کٹا ہوا) اصحاب رسول نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ بترا کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' اس کے بعد رُک جاتے ہو! بلکہ کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

درود شریف میں آل سے مراد اہلِ بیتِ رسول ﷺ ہیں۔ جیسا کہ حدیث دیلمی میں اس بات کی وضاحت موجود ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی بیان کرتے ہیں:

اَنَّ اَھْلَ بَیْتِہٖ ﷺ یُسَاوُوْنَہٗ فِیْ خَمْسَۃِ اَشْیَاءِ

نبی کریم ﷺ کی اہلِ بیت پانچ باتوں میں اُن کے مساوی ہیں۔

(ا) سلام:

جیسا کہ فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ۔ ''اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو''

اور آل کے لیے فرمایا:

سَلَامٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْنَ

سلام ہو آل یٰسین پر

آلِ یٰسین سے مراد آلِ محمد ﷺ ہیں۔

(۲) طہارت:

نبی کی طہارت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''طٰہٰ''۔ ''اے طاہر''

اور آلِ محمد کے لیے فرمایا: وَ یُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرًا

اور تمہیں ایسا پاک کیا جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔

(۳) حُرمتِ صدقہ:

جس طرح صدقہ نبی پاک ﷺ پر حرام ہے اس طرح آل پر بھی حرام ہے۔ جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے امام حسنؑ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

اَلصَّدَقَۃُ عَلَیْنَا حَرَامٌ

کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

(۴) محبت :

نبی پاک ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ''پس میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اور آل کے لیے فرماتا ہے: قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

محبوب کہ دو! میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے قربت داروں سے محبت کرو۔

(۵) دُرود :

اور دُرود میں نبی اور آل کو مساوی رکھا جیسا کہ ہر مسلمان نماز میں پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ [1]

---

[1] صواعق محرقہ ابن حجر مکی

اللہ نے دُرود خاص کر دیا

حضرت واثلہ بن اسقعؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی تلاش میں باہر نکلا تو مجھے کسی نے کہا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہیں پس میں نے ان کا ارادہ کیا تو میں نے انہیں حضور ﷺ کی چادر مبارک کے اندر پایا۔

وَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃٌ وَ حَسَنٌ وَ حُسَیْنٌ قَدْ جَمَعَھُمْ تَحْتَ ثَوْبٍ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ جَعَلْتَ صَلٰوتِکَ وَ رِضْوَانَکَ عَلَیَّ وَ عَلَیْھِمْ [1]

اور حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو ایک کپڑے کے نیچے چھپا کر رکھا ہے پس آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ بے شک تو نے اپنے دُرود اور اپنی رضا کو مجھ پر اور اِن پر خاص کر دیا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲/۹۵

آلِ محمد اور اُمتِ محمد

آل اور اُمت دو الگ الگ لفظ ہیں اور ان دو کا اطلاق بھی دو الگ الگ طبقوں پر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی دیا کرتے تھے۔تو بوقتِ ذبح یوں دعا فرماتے!

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ [1]

اے اللہ قبول فرما۔محمد ﷺ و آلِ محمد ﷺ کی طرف سے اور اُمتِ محمد ﷺ کی طرف سے۔

مندرجہ بالا دعا سے ثابت ہوا کہ آلِ محمد ﷺ اور اُمتِ محمد ﷺ دو الگ الگ طبقے ہیں اگر اُمت آل میں شامل ہوتی تو اُمت کا الگ ذکر نہ کیا جاتا صرف آل ہی کا ذکر کافی ہوتا۔

آل اور اصحاب:

اسی طرح آل اور اصحاب بھی دو الگ الگ طبقے ہیں جیسا کہ!

---

[1] سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ سے واضح ہے اور کثیر احادیث مبارکہ میں آل کے فضائل اور اصحاب کے فضائل پر الگ الگ ابواب موجود ہیں۔ ہاں رسول اللہ ﷺ نے اگر کسی کو آل میں شامل فرمایا تو وہ رسول اللہ ﷺ کا اختیار ہے جیسا کہ آپ نے ایک موقع پر حضرت سلیمان فارسی کیلئے ارشاد فرمایا

اِنَّ السُّلَیْمَانَ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ

کہ بے شک سلیمان ہم اہلِ بیت سے ہے۔ تاہم یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ آل ہونا اور بات ہے اور آل میں شامل ہونا اور بات ہے آل ہونا ذاتی شرف ہے اور آل میں شامل ہونا اعزازی شرف ہے۔

آل کا اطلاق:

قرآن مجید میں لفظ آل اضافت کے ساتھ کئی مرتبہ آیا ہے جیسے آلِ عمران، آلِ ابراہیم، آلِ داوٗد، آلِ یعقوب ان سب میں لفظ آل کا اطلاق اولاد و خاندان پر ہوا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوْب

ترجمہ: وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔[1]

آلِ داوٗد:

اَلْمُرَادُ سُلَيْمَانُ وَاَهْلُ بَيْتِهٖ [2]

آل داوٗد سے مراد حضرتِ سلیمان علیہ السلام اور اُن کے اہلِ بیت ہیں۔

آلِ ابراہیم وآلِ عمران:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَ نُوْحاً وَّ آلَ اِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

ترجمہ: بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ کی آل اولاد اور عمرانؑ کی آل کو سارے جہاں سے یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے (ترجمہ فاضل بریلویؒ)

---

[1] (خزائن العرفان) [2] تفسیر صاوی ۳؍۲۴۴

آل محمد:

متعدد مستند احادیث میں آلِ محمد کا لفظ آیا ہے۔جس سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذرّیت وخاندان ہے۔جیسے!

مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا

جو شخص آلِ محمد کی محبت میں مر گیا وہ شہید مرا۔

مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُوْمِناً

جو شخص آلِ محمد کی محبت میں مرا وہ مومن مرا۔

مَنْ مَّاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ يَهُوْدِيًا

جو شخص آلِ محمد کے بغض میں مرا وہ یہودی ہو کے مرا۔[1]

آلِ محمد کی خصوصیت:

آلِ محمد اُن کو کہا جاتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَاتُحِلُّ لآلِ مُحَمَّدٍ [2]

---

[1] الشرف المؤبد لآل محمد [2] الشرف المؤبد امام نبہانی

بے شک آلِ محمد ﷺ کیلئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

دھوکہ دہی:

بعض لوگ آل کا معنی متبعین یعنی پیروکار کر کے آلِ محمد کی خصوصیت کو سادہ لوح لوگوں کے اذھان سے محو کرنا چاہتے ہیں کہتے ہیں آلِ فرعون سے مراد فرعون کے پیروکار ہیں ایسا ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

کہ آلِ فرعون سے ایک مومن تھا اس مومن سے مراد حضرت حزقیل جو کہ فرعون کے چچازاد بھائی تھے، مراد ہیں۔ چنانچہ فرعون کے خاندان سے تین آدمی حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے اگر آل کا معنی پیروکار ہو تو مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ کے کیا معنی ہونگے، لہٰذا اس آیت میں آل سے مراد پیروکار نہیں بلکہ خاندان مراد ہے۔

آیتِ مودّت

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى

اے محبوب فرمادیجئے! کہ میں تم سے اس بات پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر میری قرابت سے محبت کرو۔

(پارہ ۲۵، سورۃ شوریٰ، آیت ۲۳)

حضرت عبداللہ ابن عباس جو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مفسّرِ قرآن مشہور تھے۔ فرماتے ہیں! ''کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اس آیت میں قرابت داروں سے مراد کون لوگ ہیں'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ ابْنَاهُمَا [1]

ترجمہ: وہ علیؑ، فاطمہؑ اور اُنکے دو بیٹے ہیں۔

خدا محبت ایں پنجتن پاک چوں فرض العین
بحکم نصؔ و خبر، فرض کردہ بر ثقلین

---

[1] (تفسیر مظہری، ج ۸ ص ۳۱۸)

جدّ بزرگ واَبؑ و اُم اطہر و سبطین
محمد است و علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ

امام زین العابدینؑ کی تفسیر

حافظ ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر ''تفسیر ابن کثیر'' میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب حضرت امام زین العابدین کو قید کر کے لایا گیا تو آپ کو دمشق کے بالا خانے میں رکھا گیا۔ ایک شامی نے کھڑے ہو کر کہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے تمہیں قتل کرایا۔ اور جڑوں سے اُکھیڑا اور فتنے کا سینگ کاٹ دیا۔ یہ سُن کر آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ اس شامی نے کہا ہاں پڑھا ہے امام سجادؑ نے فرمایا۔ کیا تو نے اس میں حٰمٓ والی سورتیں پڑھی ہیں۔ شامی نے کہا جب سارا قرآن پڑھ لیا تو پھر حٰمٓ والی سورتیں نہیں پڑھیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس میں یہ آیت نہیں پڑھی!

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

اُس شامی نے کہا کیا وہ تم ہو۔

فرمایا: ''ہاں''۔

امام حسن مجتبیٰ کی تفسیر:

حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسنؑ نے خطبہ دیا تو اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور خطبہ کو مختصر کیا حتیٰ کہ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفُنِيْ فَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَاَنَاابْنُ النَّبِيِّ وَ اَنَا اِبْنُ الْوَصِيِّ وَ اَنَا اِبْنُ الْبَشِيْرِ وَّ اَنَا اِبْنُ النَّذِيْرِ وَّ اَنَا اِبْنُ الدَّاعِيْ اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ اَنَا اِبْنُ السِّرَاجُ الْمُنِيْرِ وَ اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِيْ كَانَ جِبْرِيْلُ يَنْزِلُ اِلَيْنَا وَيَصْعِدُمِنْ عِنْدَنَا وَ اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِيْ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا وَاَنَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِ الَّذِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ مُوَدَّتَهُمْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَى الْمُوَدَّةَ فِيْ الْقُرْبٰى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْلَهٗ فِيْهَا حَسَنًا فَاقْتَرَافُ الْحَسَنَةِ مُوَدَّتَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ.[1]

جو مجھے پہچانتا ہے وہ جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا وہ سن لے۔ میں علیؑ کا بیٹا حسن ہوں۔ اور میں نبی کا بیٹا ہوں۔ اور میں وصی کا بیٹا ہوں۔

---

[1] المستدرک علی الصحیحین (۱۳۳/۳)

اور میں جنت کی بشارت دینے والے کا بیٹا ہوں۔ اور میں دوزخ سے ڈرانے والے کا بیٹا ہوں۔ اور میں اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں۔ اور میں سراج منیر (روشن چراغ) کا بیٹا ہوں میں ان اہلِ بیت سے ہوں جن کی طرف جبرئیل نازل ہوا۔ اور میں اُن اہلِ بیت سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے رجس کو زائل کیا اور انہیں پاکیزہ کر دیا اور ان اہلِ بیت سے ہوں جن کی دوستی اور محبت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کر دی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سے ارشاد فرمایا!

''اے محبوب فرما دیجئے! کہ میں تم سے اس بات پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر میری قرابت سے محبت کرو۔ اور جو شخص نیکی کمائے گا ہم اس کے لئے اس میں ثواب اور بڑھا دیں گے۔'' پس اس نیکی سے مراد ہم اہلِ بیت کی محبت ہے۔

محبت کا اجر:

حضرت سلیمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ فَاطِمَةَ بِنْتِي فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ مَعِيَ وَ مَنْ اَبْغَضَهَا فَهُوَ فِيْ النَّارِ يَا سُلَيْمَانُ حُبُّ فَاطِمَةَ يَنْفَعُ فِي مِائَةٍ مِنَ الْمُوَاطِنِ

ایَسُرُوا ذٰلِکَ المَواطِنَ .اَلْمَوْتُ وَالْقَبرُ وَ الْمِیزَانُ وَالصِّرَاطُ وَ الْحِسَابَۃُ [1]

اے سلیمان جو کوئی میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت رکھے گا جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے گا وہ دوزخ میں ہوگا۔ اے سلیمانؓ فاطمہؑ کی محبت ایک سو مقامات پر نفع پہنچائے گی۔ اُن مقامات میں سے زیادہ سہل مقامات موت، اور قبر اور میزان اور صراط اور قیامت کا حساب ہے۔

اے زاہد تیری نماز کو میرا اسلام ہے
بے حُبِّ اہلِ بیت عبادت حرام ہے

ایک دن کی محبت:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ یَوْمًا خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ وَمَنْ مَاتَ عَلَیْہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ [2]

---

[1] مودت القربیٰ باب سیزدھم [2] مُسندِ فردوس ج ۲ ص ۱۴۲

آلِ محمد کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

اور جو اس محبت پر فوت ہوا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

علامہ اقبال اس محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

از ولائے دو دمانش زندام

در جہاں مثل گوہر تابندہ ام

میں اگر زندہ ہوں تو اُن کی محبت سے اور

اسی محبت کی وجہ سے جہاں میں موتی کی طرح چمک رہا ہوں

بغیر محبت کے اعمال بیکار ہیں:

حضرت امام حسنؑ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّهٗ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ وَ هُوَ يَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلَهٗ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا [1]

ہم اہلِ بیت کی محبت کو لازم کرلو۔ بے شک وہ شخص جو اس حال میں

---

[1] مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۷۲

اللہ تعالیٰ سے ملا کہ وہ ہم سے محبت کرتا تھا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا اور اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کو اُس کا عمل فائدہ نہیں دے گا۔ مگر ہمارے حق کی معرفت کے ذریعہ سے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

یَا اَھْلَ الْبَیْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ حُبُّکُمْ
فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَہٗ

اے اہلِ بیتِ رسول اللہ ﷺ تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن میں فرض کردی گئی ہے۔

کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اِنَّکُمْ
مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلَاۃَ لَہٗ

تمہاری عظمت وقدر کیلئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر دُرود نہ پڑھے اُسکی نماز ہی نہیں ہوتی۔

محبّین کا مقام:

حضرت علیؑ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے امام حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِی وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَ اَبَا هُمَا وَاُمَّهُمَا کَانَ مَعِی فِی دَرَجَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ [1]

جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے اور ان کے والد اور والدہ سے وہ قیامت کے دن میرے مقام میں میرے ساتھ ہوگا۔

بُغض کا نقصان:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ . لَا یُبْغِضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ رَجُلٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ [2]

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہم

---

[1] مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۷۷ [2] المستدرک امام حاکمؒ ۱۶۲/۳

اہلبیت سے کوئی شخص نفرت نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ اسے دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔

یہودیوں کے ساتھ حشر:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا:

مَنْ اَبْغَضَنا اَهْلَ الْبَيْتِ حَشَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَهُوْدِيًّا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اِنْ صَامَ وَ صَلّٰى قَالَ وَاِنْ صَامَ وَ صَلّٰى وَ ذَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ.

جو ہم اہلبیت سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ اٹھائے گا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگرچہ وہ نماز، روزہ کا پابند ہی کیوں نہ اور اپنے آپ کو مسلمان ہی گمان کیوں نہ کرتا ہو۔ فرمایا، ہاں۔ [1]

---

[1] مجمع الزوائد ۱۷۲/۹ امام هیثمیؒ

ہمارے بُغض سے بچو:

حضرت امام حسنؑ نے معاویہ بن خُدیج سے فرمایا اے معاویہ بن خُدیج ہم اہلبیت کے بُغض سے بچو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا یُبْغِضُنَا اَحَدٌ وَّلَا یَحْسُدُنَا اَحَدٌ اِلَّا زِیْدَ عَنِ الْحَوْضِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِسِیَاطٍ مِن نَارٍ [1]

ہم اہلبیت سے کوئی بُغض نہیں رکھتا اور کوئی حسد نہیں کرتا مگر یہ کہ قیامت کے دن اُسے آگ کے چابکوں سے حوض کوثر سے دھتکارا جائے گا۔

آیتِ مباہلہ

فَقُلْ تَعَالُوْ نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَ اَبْنَآئَکُمْ وَ نِسَاءَ نَا وَ نِسَاءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ (سورۃ آلِ عمران)

اے محبوب فرمادیجئے ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ

---

[1] المعجم الاوسط ۳/۳۹

کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

انتخابِ مصطفیٰ:

عَنْ سَعْدِ بْنُ اَبِیْ وَقَاصِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہٖ لْاٰیَۃَ فَقُلْ تَعَالَوْ نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَ اَبْنَاءَ کُمْ
دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلِیًّا وَ فَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَ حُسَینًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی [1]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت فقل تعالو ندع ابناء نا و ابناء کم نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بُلا کر دُعا فرمائی ''یا اللہ یہی میرے اہل بیت ہیں''۔

قافلہ نور کی روانگی:

جب سید عالم ﷺ ان چار نفوس قدسیہ کو میدان مباہلہ کیلئے تیار کر۔

---

[1] صحیح مسلم ج۲ ص۲۷۸

چکے تو آپ نے ارشاد فرمایا! کہ جب ہم دعا مانگیں تو تم سب مل کر آمین کہتے رہنا چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۷۰۰ پر اس نورانی قافلہ کی روانگی کی کیفیت یوں رقم کی ہے!

قَدْ اِحْتَضَنِ الْحَسَنَ وَ اَخَذَ بِيَدِ الْحُسَيْنُ وَ فَاطِمَةُ تَمْشِیْ خَلْفَهٗ وَ عَلِيًّا يَمْشِیْ خَلْفَهَا اِذَا دَعَوْتُ فَاٰمِنُوا

امام الانبیا علیہم السلام نے حسن کی انگلی پکڑی اور حسین کو گود میں اٹھایا اور آپ ﷺ کے پیچھے حضرت فاطمۃ الزہرا تھیں اور ان کے پیچھے مولا علی تھے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”جب میں دعا مانگوں تو تم آمین کہنا“

بڑا پادری بول اُٹھا:

جب یہ نوری قافلہ حکمتوں سے پُر، ترتیب کے ساتھ میدانِ مباہلہ میں پہنچا تو عیسائیوں کا بڑا پادری جس کا نام اسقف تھا۔ پانچ تن کے اس نورانی قافلے کو دیکھ کر اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا!

يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰی اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا سَئَالُو اللّٰهَ اَنْ

یَّـزِیْـلَ جَبَلًا مِّنْ مَکَانِهٖ لَازَالَهٗ لَا تَبْتَهِلُوا فَتَهْلِکُوْا وَلَا یَبْقٰی عَلَی الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. ۱؎

اے قومِ نصاریٰ۔ میں وہ چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر انہوں نے اللہ سے سوال کیا تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ عیسائیوں نے جب اپنے سردار کی بات سُنی تو مباہلے سے رُک گئے اور معذرت طلب کر لی نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اہلِ نجران کی تباہی یقینی تھی اور اگر ہم ان پر لعنت کر دیتے"

لَمَسَخُوْ قِرَدَۃً وَ خَنَازِیْرَ ۲؎

تو اُن کی صورتیں مسخ ہو جاتیں وہ بندر اور سُور بن جاتے اُن کے شہروں پر آگ برستی۔ اہل نجران جل کر راکھ ہو جاتے حتیٰ کہ پرندے اور درخت بھی جل جاتے۔ اور تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

کانپے نصاریٰ چھوڑ کر بھاگے مباہلہ
دیکھے جب آتے سامنے سرکار پانچ تن

۱؎ اشعۃ اللمعات ج ۴، ص ۶۸۲ ۲؎ تفسیر خازن، ج ۱، ص ۱۶۳

اولادِ بتول ہی اولادِ رسول ہے:

آیت مباہلہ سے اس بات کی وضاحت ہوگئی کہ اولادِ بتول ہی اولادِ رسول ہیں۔ جیسا کہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

"کہ حضور ﷺ نے مباہلہ کے واقعہ میں امام حسن اور امام حسین کو ساتھ لے کر یہ ثابت کر دیا کہ حسنین کریمین میری اولاد اور میرے بیٹے ہیں"

حکمت اور قانون:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ انسان کا نسب بیٹے سے ہوتا ہے بیٹی سے نہیں لیکن حکمتِ خداوندی کے تحت نبی آخر الزمان ﷺ پر قانون بدل دیا گیا اس لئے کہ اگر حضور ﷺ کی صلبی نرینہ اولاد بلوغت کو پہنچتی اور زندہ رہتی، تو اُن میں نبوت و رسالت کا نہ پایا جانا کسی بدفہم کو شانِ محمدی ﷺ کے خلاف لگتا۔ اس لئے حکمتِ خداوندی کے تحت حضور کی صلبی نرینہ اولاد بچپن ہی میں وصال فرما گئی اور نبوت ورسالت نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ختم فرما کر دینِ اسلام کو مکمل کر

دیا گیا۔ مشیت الٰہی کے مطابق نبوت و رسالت کا آغاز جس نور سے ہوا تھا۔ اُس کی تکمیل اور خاتمہ اُسی ذات پر کر دیا گیا اور معاندین کے مطاعن سے محفوظ رکھنے کیلئے ذرّیتِ رسول کے لئے صُلبِ علیؑ اور بطنِ فاطمہؑ کا انتخاب کیا گیا حضور ﷺ خود فرماتے ہیں!

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃُ کُلُّ نَبِیِّ فِیْ صُلْبِہٖ وَ جَعَلَ ذُرِّیَّتِیُ فِیْ صُلْبِ عَلِیٍ [1]

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذرّیت کو اس کے صلب میں رکھا اور میری ذرّیت کو علیؑ کے صلب میں رکھا۔

اس حکمت خداوندی میں اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کریم پر بے پناہ فضل وشرف اور احسان مخفی ہے۔

میں ہی ان کا باپ ہوں:

لٰہذا قوی اسناد کے ساتھ روایات موجود ہیں۔ امام زرقانی نے مواہب لدینہ کی شرح میں اس روایت کو نقل فرمایا!

کُلُّ وُلْدِ آدَمَ فَاِنَّ عَصَبَتُھُمْ لِاَ بِیِھِمْ مَا خَلَا وُلْدِ فَاطِمَۃَ

[1] ینابیع المودۃ ج ۱ ۲۶۶

فَاِنِّی اَنَا اَبُوْ هُمْ وَ عَصَبَتُهُمْ

نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

تمام اولادِ آدم کے نسب کا اصل انکے باپ سے ہوتا ہے سوائے اولادِ فاطمہ کے پس میں اِن کا باپ اور اصل ہوں۔

امام موسیٰ کاظمؑ کی دلیل:

ایک دن ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال کیا کہ آپ کسی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہم اولادِ رسول ہیں جبکہ آپ علی کی اولاد ہیں تو امام موسیٰ کاظم نے جواب دیا کہ قرآن مجید میں ہے!

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هَارُوْنَ ط وَ كَذَالِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِينَ وَ ذَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ

اور اس کی اولاد یعنی ابراہیمؑ میں سے داوٗدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ہدایت عطا کی اور ہم نیکو کار بندوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور زکریا، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو بھی۔

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ کے باپ نہیں ہیں۔

وَلَا لِعِیسٰی اَبٌ وَ اِنَّمَا اِلْحَق بِذُرِّیَّةِ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قِبَلِ اُمِّهِ

اس لئے جس طرح اُن کے نسب کو اُن کی والدہ حضرت مریم کی جانب سے ابراہیمؑ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔

کَذَالِکَ اُلْحِقْنَا بِذُرِّیَّةِ النَّبِیِّ مِنْ قِبَلَ اُمُّنَا فَاطِمَةَ [1]

اسی طرح ہمارا نسب ہماری والدہ سیدہ فاطمہؑ کی طرف سے نبی ﷺ کے ساتھ ملتا ہے۔

پھر اس کے ثبوت کیلئے آپ نے آیتِ مباہلہ پڑھی اور فرمایا: اس فرمان کی تعمیل میں مباہلہ کے وقت سوائے علی فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کے حضور ﷺ نے اپنے ساتھ کسی کو نہیں بلایا وَهُمَا الْاَبْنَاءَ پس حسن اور حسین نبی کریم ﷺ کے بیٹے ہیں،

آیتِ بحرین

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ٥ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ٥ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٥ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ٥

اس نے دو دریا بہائے جو باہم مل جاتے ہیں ان کے درمیان ایک

---

[1] نور الابصار ص ۱۳۴۔ امام شبلنجیؒ

حدِّ فاصل ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔تو اے جن و انس تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا:

بحرین یعنی دو دریا　　　　برزخ یعنی پردہ

للؤ لو یعنی بڑا موتی　　　　مرجان یعنی چھوٹا موتی

حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دو سمندروں کو ملایا یعنی حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو جو نبی پاک ﷺ کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان سے موتی اور مونگے نکالے یعنی حسنؓ اور حسینؓ امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر درمنشور میں اس آیت کے ذیل میں امن مردویہ سے حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول بیان کیا ہے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ : کہ بحرین سے مراد مولا علی اور حضرت فاطمہ ہیں۔

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

برزخ یعنی پردہ سے مراد حضور نبی کریم ہیں اللُّؤْلُو وَالْمَرْجَان سے مراد امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہیں۔

عَنْ اَنَسْ بِنْ مَالِک فِی قَوْلِہٖ تَعَالٰی مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ قَالَ ھُوَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ

یَخْرُجُ مِنْھُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانِ قَالَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ [1]

حضرت انس بن مالکؓ سے جب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ مرج البحرین، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں اور اللولو والمرجان حضرت حسنین کریمینؑ ہیں محمد صالح ترمذی کشفی نے سعید بن جبیرؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کی راویت سے حضرت سفیان نوریؒ کی اسناد سے مناقب مرتضوی میں نقل کیا ہے کہ

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانِ سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ [2]

آیتِ کلمات

فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ (سورۃ بقرہ، آیت ۳۷)

---

[1] تفسیر روح المعانی جز ۲۷ ص ۱۶۴ [2] ارجح المطالب ص ۸۵

پھر آدمؑ نے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات سیکھے پس اُس نے ان کی توبہ قبول کی وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔

جب حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر تشریف لائے تو آپ تین سو سال تک روتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو چند کلمات القا فرمائے۔اُن کلمات کے توسّل سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔

ابنِ نجار نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے اِن کلمات کے بارے میں پوچھا جو آدمؑ نے اپنے رب سے سیکھے تھے اور اُس نے ان کی توبہ قبول کی تھی!

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

سَئَلَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ [1]

حضرت آدمؑ نے محمد ﷺ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے حق کا واسطہ دے کر کہا کہ میری توبہ قبول فرما، تو اُس نے آدمؑ کی توبہ قبول کر لی۔

صائمؔ میں ایک کس طرح بخشا نہ جاؤں گا
ہوں گے جو میرے حشر کو غم خوار پانچ تن

علامہ مفتی فیض احمد گولڑوی ''مہر منیر'' میں بحوالہ ارجح المطالب فی

---

[1] تفسیر درمنشور، ج ۱، ص ۶۱

فضائل علی ابن ابی طالب روایت لائے ہیں:

کہ حضور غوثِ اعظمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی تو انہیں عرشِ معلیٰ کی دائیں جانب پانچ انوار رکوع و سجود میں مصروف نظر آئے۔ آپ کے استفسار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! یہ تیری اولاد کے پانچ افراد ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ، عرش، کرسی، آسماں، زمین، فرشتے، انسان، جن وغیرہ کو پیدا نہ فرماتا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے تو اُن کے وسیلے سے سوال کرنا۔

ہیں کائناتِ حُسن کے انوار پانچ تن
خالق کا بے مثال ہیں شاہکار پانچ تن

علمُ الاعداد:

علم الاعداد کے تناظر میں اگر کلمات کو دیکھا جائے تو کلمات میں پانچ حروف ہیں ک، ل، م، ا، ت، ان میں چار مذکر ہیں اور ایک مؤنث

ک کے عدد: ۲۰

ل کے عدد:: ۳۰

م کے عدد:: ۴۰

ا کا عدد:: ۱

ت کے عدد:: ۴۰۰

حاصل جمع: ۴۹۱

۴۹۱ کو اگر مفرد عدد میں لایا جائے تو (۱+۹+۴): ۱۴ آتا ہے اور ۱۴ کو مفرد کیا جائے (۴+۱): ۵ آتا ہے گویا علم الاعداد سے بھی کلمات کا اشارہ پانچ کی طرف ہے۔

محمد گُل است و علیؑ بوئے گل
بود فاطمہ، درمیاں بوئے گُل
چوں عطرش برآمد حسینؑ و حسنؑ
بود غوث گلدستۂ پنجتن

(خواجہ اجمیر)

سلامتیٔ ایمان:

امام ابوعیسیٰ ترمذی جو کہ جلیل القدر محدّث ہیں اور اُن کی کتاب جامع ترمذی کو صحاح ستّہ میں شمار کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک

دن خواب میں حق سبحانہ کو دیکھا تو سوال کیا! مجھے ہدایت فرمائی جائے تاکہ میرا ایمان سلامت رہے اور ایمان پر ہی خاتمہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، فجر کی سنتوں کے بعد اور فرضوں سے پہلے یہ دعا پڑھ!

اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ الْحَسَنِ وَ اَخِیْہِ وَ جَدِّہٖ وَ بَنِیْہِ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیْہِ نَجِّنِیْ مِنَ الْغَمِّ الَّذِیْ اَنَا فِیْہِ یَا حَیُّ وَیَا قَیُّوْمُ .یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَااَللّٰہُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنُ [1]

اے میرے اللہ بحرمت امام حسنؓ اور اُنکے بھائی امام حسینؓ اور اُنکے نانا محمد مصطفیٰ ﷺ اور اُنکی جملہ اولاد اور اُنکی والدۂ گرامی سیدہ فاطمہؓ اور اُنکے والد مولا علیؑ، مجھ کو نجات دے ہر اُس غم واندوہ سے جس میں مبتلا ہوں، اے حی و قیوم خدا۔ اے کمال بڑائی و عزت والے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ زندہ فرمادے میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے، اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ، اے سب سے بہترین رحم کرنے والے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ یہ کلمات ہمیشہ بلاناغہ پڑھتے فجر کی سنتوں کے بعد اور فرضوں سے پہلے اور اپنے شاگردوں اور دوستوں کو اس کی تعلیم و

---

[1] جامع الخیرات ص ۳۴۲، امام محدث ہزارویؒ

ہدایت اور تاکید کیا کرتے اور اس پر انہیں خوب رغبت اور شوق دلاتے کہ اس کو ہمیشہ پڑھا کرو۔

یہ نام سفینۂ نوح پر:

ڈوب جانے کا کوئی خوف نہ ہوگا تم کو
پنجتن جس پہ لکھا ہو وہ سفینہ مانگو

۱۹۵۱ء میں روسی ماہرین کو وادیٔ کوہ قاف سے کچھ تختیاں برآمد ہوئیں ۱۹۵۲ء کو ماہرین نے انکشاف کیا کہ ان تختیوں کا تعلق حضرت نوحؑ کی کشتی سے تھا ان میں ایک تختی جو ۱۴، ۱۱ انچ لمبی اور ۱۰، ۱۱ انچ چوڑی تھی ہر قسم کے تغیر اور اثر سے محفوظ ہے جس کو حضرت نوحؑ نے امن اور عافیت کی نیت سے کشتی پر لگایا تھا۔ اس تختی کے درمیان ایک پنجہ نما تصویر تھی جس پر قدیم زبان پر مختصر عبارت کندہ تھی۔

روس کے ماہرین نے 8 ماہ کی کاوش کے بعد اس عبارت کو روسی زبان میں منتقل کیا مسٹر این ایف ماکس ماہر السنہ قدیم برطانیہ نے اس عبارت کو انگلش میں یوں ترجمہ کیا۔

O my God my helper

Keep my hand with mercy

and with your Holly Bodies

اے خدا! میرے مددگار اپنے رحم و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ اور اپنے مقدّس نفوس کے طفیل

Muhammad -Alia- shabbar shabbir-

Fatima

محمد ﷺ۔ ایلیاء (یعنی علیؑ)۔ شبرؑ۔ شبیرؑ۔ فاطمہؑ۔

They are all biggest and Honourable

یہ تمام عظیم ترین اور واجب الاحترام ہیں۔

The world established for them

دنیا ان ہی سے قائم ہے۔

Help me by their names .you can reform to

right

ان ناموں کی بدولت میری مدد کر تو ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔ ؎

؎ ایلیا ص ۲۴ سید محمود گیلانی

آیت تطہیر

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیہ تطہیر سے ظاہر ہے عزّ وشانِ اہلِ بیت

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۝ (سورۃ احزاب ۳۳)

اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے اہل بیت کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور رکھے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے۔

شانِ نزول:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیؓ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ خَمْسَۃٍ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلِیٍّ وَ فَاطِمَۃَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ [1]

حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ ہستیوں نبی

---

[1] المعجم الاوسط، ج ۳، ص ۳۸۰

کریم ﷺ۔علیؑ ۔فاطمہؑ۔حسن اور حسین کی شان میں نازل ہوئی۔

تطہیر جن کی خالق اکبر نے کی بیاں
پاکیزگی و شان کا عنوان پنجتن

اُمُّ المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن سرور عالم ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے اور اسی وقت سیاہ بالوں والی منقّش چادر اوڑھے ہوئے تھے پھر آپ بیٹھ گئے،

فَاَتَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا فِيْهِ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ فِيْهِ ثُمَّ جَاءَ الْحَسَنُ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَاَدْخَلَهُ [1]

حضرت فاطمہؑ تشریف لائیں تو آپ نے انہیں چادر میں داخل کر لیا۔پھر علی آئے انکو بھی چادر میں داخل فرمالیا!

اسکے بعد امام حسنؑ تشریف لائے حضور نے انہیں بھی چادر میں داخل کرلیا، پھر امام حسین تشریف لائے حضور نے ان کو بھی چادر کے نیچے لے لیا۔

اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی!

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا٥

---

[1] المستدرک ۳/۱۵۹

یہی روایت ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے بھی روایت ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اَلَسْتُ مِنْ اَھْلَ الْبَیْتِ

یارسول اللہ ﷺ کیا میں اہلِ بیت سے نہیں ہوں؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اِنَّکِ اِلٰی خَیْرٍ اَنْتِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ

آپ بھلائی پر ہیں اور آپ نبی کی بیویوں میں سے ہیں۔

اُمّ المومنین نے فرمایا کہ گھر میں رسول اللہ کے علاوہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ موجود تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا [1]

درِ فاطمہؑ اور آیتِ تطہیر :

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں!

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ یَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَۃَ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ اِذَا

---

[1] تفسیر دُر منثور، ج ۵، ص ۱۹۹

خَرَجَ اِلٰی صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُوْلُ الصَّلَاةُ يَا اَهْلَ الْبَيْت

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [1]

نبی کریم ﷺ کا چھ مہینے تک یہ معمول رہا کہ جب نماز فجر کے لیے نکلتے تو حضرت فاطمہؓ کے دروازے سے جب گزرتے تو فرماتے۔

اَلصَّلٰوةُ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ

اے اہلِ بیت نماز قائم کرو۔ پھر یہ آیت تلاوت فرماتے!

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

اہلِ بیت کا تعیّن:

اس بات میں کوئی کلام نہیں کہ اکابرین نے آیات مقدّسہ اور احادیث مبارکہ کو سامنے رکھ کر اہل بیت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) اہلِ بیتِ نسب

(۲) اہلِ بیتِ سکنٰی

---

[1] سنن ترمذی کتاب التفسیر

(۳) اہلِ بیتِ شرف

لیکن آیت تطہیر کا شانِ نزول پنجتن پاک ہیں۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور آیت تطہیر میں ان پانچ نفوس قدسیہ کا تعین خود نبی کریم ﷺ نے کیا ہے، اس تعین کے بعد کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اپنی من مانی پر عمل کرے۔

آیتِ تطہیر جن کی عظمتوں کی ہے دلیل
پاک ہیں پاکیزہ تر سب سے نرالے اہل بیت

بس یہی اہل بیت ہیں:

دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیًّا وَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَ حُسَیْنًا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِ بَیْتِی۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے علیؓ و فاطمہؓ وحسنؓ و حسینؓ کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی کہ یا اللہ یہی میرے اہل بیت ہیں۔

[1] مسلم ۲/۲۷۸،

اختصاص پنجتن پاک:

تخلیقِ پنجتن پہ خدا کو غرور ہے
اوصاف کبریا کا انہی سے ظہور ہے
آیتِ تطہیر نے یہ کر دیا اعلان
وہ نجس ہے جو آلِ محمد سے دور ہے

ام المومنین حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ!

امام الانبیاء محبوب خدا حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

آلَا اِنَّ مَسْجِدِیْ ھٰذَا حَرَامٌ عَلٰی کُلِّ حَائِضٍ مِنَ النِّسَاءِ وَ کُلِّ جُنُبٍ مِنَ الرِّجَالِ اِلَّا عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ عَلِیٍّ وَ فَاطِمَۃَ وَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ [1]

خبردار ہر حائضہ عورت اور ہر جنبی مرد پر میری مسجد میں داخل ہونا حرام ہے سوائے محمد اور اُنکی اہل بیت یعنی علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے۔

---

[1] منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد، ج ۵، ص ۹۳

آیت سخاوت

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا

(سورۃ الدھر، آیت ۸،۹)

اور کھانا کھلاتے ہیں وہ اللہ کی محبت میں مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو۔

اس آیت مقدسہ کا وجہ نزول یہ ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ بیمار ہو گئے حسب ارشاد امام الانبیاء ﷺ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے تین روزوں کی منت مان لی اور آپ کی موافقت میں جناب حیدر کرار اور حضرت فضہ (کنیز خاص) نے بھی روزے رکھے۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے تین صاع جو بطور اُدھار لے کر سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو پیش کر دیئے۔ سیدہ کائناتؑ نے تیسرا حصہ آٹا پیس کر پانچ روٹیاں تیار فرمائیں جب افطاری کا وقت قریب آیا تو دروازے پر کوئی سائل آیا اسنے صدا بلند کی۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ... اَنَا مِسْکِیْنٌ

''سلام ہو اے اہلِ بیتِ محمد تم پر۔۔۔ میں مسکین ہوں روٹی کا سوال ہے'' حضرت علیؑ نے اپنی روٹی اٹھا کر سائل کو دے دی سیدہ خاتون جنتؑ نے فرمایا! اے علیؑ یہ میرے حصے کی روٹی بھی اٹھالیں اور مسکین کو دے دیجئے، آپ کی کنیزِ خاص حضرت فضہؓ نے بھی اپنے حصے کی روٹیاں اٹھائیں اور پیش کر دیں۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے بھی اپنے حصے کی روٹیاں اُٹھائیں اور پیش کر دیں اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے مصروف عبادت ہو گئے۔

جب دوسرا دن آیا تو دوسرے دن بھی دروازے پر سوالی آ گیا اور آواز بلند کی!

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ... اَنَا یَتِیْمٌ

اے اہل بیت محمد آپ کو سلام ہو۔۔۔ میں یتیم ہوں دوسرے دن بھی سب نے اپنی اپنی روٹیاں دے دیں اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔

جب تیسرا دن آیا تو آٹے کے تیسرے حصے سے پانچ روٹیاں تیار ہوئیں وقت افطار قریب آیا تو دروازے پر باہر کسی نے آواز دی!

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ... اَنَا اَسِیْرٌ

سلام ہو تم پر اے اہل بیت محمد۔۔۔ میں قیدی ہوں

تیسرے دن بھی سب حضرات نے اپنے اپنے حصے کی روٹی دے دی اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے دونوں شہزادوں کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں پہنچ گئے نبی کریم ﷺ مسجد نبوی کے محراب میں تشریف فرما تھے

بس اسی وقت وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا!

''رسول اللہ آپ کی اہل بیت کے امتحان کے لیے تین دن مسلسل یتیم مسکین اور اسیر بن کر حاضر ہوا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے!

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا

اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت، میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو

شانِ نزول:

نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ وَ فِضَّةِ جَارِيَةٍ لَّهُمَا لَمَّا مَرِضَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ [1]

یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ فاطمہؑ اور انکی کنیز

---

[1] تفسیر مدارک ج ۴ ص ۲۱۸

حضرت فضہ کی شان میں نازل ہوئی جب حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ بیمار ہوئے۔

کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہرا کی
بڑھے گی تا ابد شانِ علیٰ ہر آن زہرا کی

نامِ مبارک:

آپ کا اسم مبارک ''فاطمہؓ'' ہے

نام کی وجہِ تسمیّہ:

آپ کے اسم مبارک کی وجہ تسمیہ خود تاجدار کائنات ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے ارشاد فرمائی:

اِنَّمَا سَمَّیْتُ ابِنَتِی فَاطِمَةُ اَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَ فَطَمَ مُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ [1]

''میں نے اپنی بیٹی کا نام ''فاطمہؓ'' اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

[1] مسندِ فردوس، امام دیلمی ج ۲ ص ۱۴۳

فاطمہؑ اوران کے حُبداروں کو جہنم کی آگ سے دور رکھا ہے''

سیدہ۔ زاہرہ۔ طیبہ۔ طاہرہ

جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

فاطمہ کا معنی:

گرائمر کی رُو سے اسم فاطمہ مشتق ہے۔ اوراس کا مصدر '' فَطْمٌ ''
ہے جس کے معنی ہیں:

اَلْقَطْعُ اَیْ اَلْمَنْعُ

یعنی چھڑانا۔ علیحدہ کرنا۔ گویا روایتاً اور درایتاً ثابت ہوا کہ آپ کی ذات گرامی اور آپ کی ذات سے محبت کرنے والے بانصیب افراد دوزخ کی آگ سے دور ہیں۔ اور آپ اپنے محبوں کو جہنم کی آگ سے علیحدہ کرنے والی ہیں۔

القاب مبارک:

بتولؑ ۔۔۔ زہراؑ ۔۔۔ عزراؑ ۔۔۔ زاہدہؑ ۔۔۔ خاتون جنتؑ ۔۔۔

طیبہ۔۔۔صدیقہ طاہرہؑ۔۔۔راکعہؑ۔۔۔ساجدہؑ۔۔۔کاملہؑ۔۔۔
عادقہؑ۔۔۔سیدۃ النساء العلمینؑ۔۔۔سیدۃ النساءؑ۔

کنیت مبارک:

اُمُّ الحسنین۔۔۔اُمُّ السبطین۔۔۔اُمُّ الآئمہ

بتولؑ کی وجہِ تسمیہ:

آپ کا مشہور لقب بتولؑ ہے۔اس کی وجہ تسمیہ بھی خود نبی کریم ﷺ کی زبانِ اطہر سے ثابت ہے!

اِنَّمَا سَمَّیْتُ الْفَاطِمَةَ الْبَتُوْلَ لِاَنَّهَا بَتَلَیْتُ مِنَ الْحَیْضِ وَ النِّفَاسَ لِاَنَّ ذٰلِکَ عَیْبَ فِیْ بَنَاتِ الْاَنْبِیَاءِ اَوْقَالَ نُقْصَانَ [1]

تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا!

'کہ فاطمہؑ کا نام بتولؑ اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ حیض و نفاس سے پاک ہیں کیونکہ بنات انبیاء کہ لیے عیب ہے اور بعض احادیث میں عیب

[1] مودۃ القربیٰ امام شرف الدینؒ

کی جگہ نقصان آیا ہے۔

بتولؑ کے معنی:

گرائمر کی رو سے لفظ بتول ''بَتَلٌ'' سے مشتق ہے۔

اور بَتَلٌ کے معنی ہیں

قَطَعُ الشَّیْءِ وَ اَبَانَہٗ عَنْ غَیْرِہٖ

کہ کسی چیز کا کسی چیز سے جُدا ہونا۔ گویا لغت کے اعتبار سے بھی مذکورہ بالا حدیث کی تائید ہوتی ہے کہ سیدہ خاتونِ جنت کی ذاتِ گرامی اُن آلائشِ نسوانی سے جُدا ہیں جن کا سامنا عام خواتین کو ایک ماہ یا پیدائیش کے وقت ہوتا ہے۔

اور اسی طرح اگر انقطاع کی اضافت دنیا کی طرف سے ہو تو سیدہ کائنات کی ہستی میں زہد اور تعلق باللہ کی صفت ابھر کر سامنے آجاتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ!

لِانْقِطَاعِهَا عَنِ الدُّنْيَا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

کہ آپ کو دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کرنے کی وجہ سے بتول کہا گیا ہے۔

زہرا کا مفہوم:

زہرا کا لفظ ''زُہرہ'' سے مشتق ہے جس کا معنی سفیدی، حُسن اور پھول کی کلی ہے۔ جب آپ عبادت کے لیے قیام فرماتیں تو آپ کا نور اہلِ آسمان کو روشنی بخشتا جس طرح ستارے اہلِ زمین کو روشنی بخشتے ہیں، اس کمالِ حُسن کی وجہ سے تاجدارِ کائنات ﷺ آپ کو اکثر زہرا کہہ کر پکارتے تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایام عذر سے محفوظ رکھا جس کی وجہ سے آپ کی زندگی کے ان ایام خاصہ کے دوران کوئی بھی نماز قضا نہیں ہوئی۔ جیسا کہ حافظ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں لکھا!

حَتّٰی لَا تَفُوْتُھَا صَلَاۃَ وَ کَذَالِکَ سُمِّیَتِ الزُّھُرَاءَ

یہاں تک کہ آپ کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی جس کی وجہ سے آپ کا نام زہراءؓ ہے۔

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہراء ہے کلی جس میں حسینؓ و حسنؓ پھول

سیّدۃُ النساءِ العٰلمین:

علامہ محب طبری روایت نقل فرماتے ہیں!

اَنَّ النَّبِیَّ عَادَ فَاطِمَۃُ وَ ھِیَ مَرِیْضَہ فَقَالَ کَیْفَ حَالُکِ یَا بُنَیَّۃُ قَالَتْ اِنِّی وَجْعَۃُ وَیَزِیْدَ وَجْعِی جَوْعِیْ وَمَالِیْ طَعَامَ اٰکِلُہٗ فَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ اَمَّا تَرْضِیْنَ اِنَّکَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ [1]

کہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے آپ مریض تھیں۔

سرکار نے فرمایا: ''بیٹی کیا حال ہے''

حضرت فاطمہ نے کہا درد کی شدت ہے اور فاقہ نے درد کو اور بڑھا دیا ہے، گھر میں کھانا نہیں جو کھاؤں۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو''

---

[1] ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۴۳

سیّدہٗ سیّدات:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ!

اَرْبَعُ نِسْوَةٌ سَیِّدَاتُ سَادَاتِ عَالِمِهِنَّ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ آسِیَةُ بِنْتُ مُزَّاحِمَ وَ خَدِیْجَةُ بِنْتُ خَوَیْلَدُ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ اَفْضَلُهُنَّ عَالِمًا فَاطِمَةُ [1]

چار خواتین اپنے اپنے زمانے کی سردار ہیں۔

(۱) حضرت مریم بنت عمران

(۲) حضرت آسیہ بنت مزاحم

(۳) حضرت خدیجہ بنت خویلد

(۴) حضرت فاطمۃ الزہرا

اور ان سب سے افضل فاطمہؑ ہیں

---

[1] ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ص ۴۴

پنجتن پاک خلقت آدم سے پہلے

بے دم یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیر النساء حسین و حسن، مصطفیٰ و علی

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی مکرم شفیع المعظم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَحَوَّا، کَانَا یَفْتَخِرَانِ فِی الْجَنَّةِ، فَقَالَا مَا خَلَقَ اللّٰه خَلْقًا اَحْسَنُ مِنَّا، فَبَیْنَهُمَا کَذَالِکَ اذرئیا صُوْرَةً جَارِیَةٌ لَهَا نُوْرٌ شَعْشَعَانِیٌّ یُکَادُ ضُوْءُهٗ یُطْفِی الْاَبْصَارَ وَ عَلٰی رَاسِهَا تَاجٌ وَ فِی اُذُنَیْهَا قِرْطَانٌ قَالَ وَ مَا هٰذِهِ الْجَارِیَةُ قَالَ هٰذِهِ الصُّوْرَةُ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ سَیِّدَةُ وُلْدِکَ فَقَالَ مَا هٰذِهِ التَّاجُ عَلٰی رَاسِهَا فَقَالَ هٰذَا بَعْلُهَا عَلِیٌّ ابْنِ اَبِی طَالِبْ قَالَ مَا هٰذَا الْقِرْطَانُ قَالَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ اَبْنَا هُمَا وَ جَدَ ذٰلِکَ غَامِضُ عِلْمِیُ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَکَ اَلْفِیُ عَامٍ[1]

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا کو پیدا کیا تو وہ دونوں جنت میں فخر

---

[1] مودۃ القربیٰ باب یازدہم

کرتے تھے اور کہا کہ اللہ نے ہم دونوں سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اسی اثنا میں انہوں نے ایک شہزادی کی صورت کو دیکھا کہ نور اس کے جمال سے چمک رہا ہے۔ آنکھیں اس کی روشنی سے چندیا رہی ہیں اور اس کے سر پر تاج ہے۔ اور اس کے دونوں کانوں میں گوشوارے ہیں آدم وحوا نے کہا یہ لڑکی کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ صورت فاطمہ بنتِ محمد ﷺ کی ہے اور تمہاری اولاد کی سردار ہے حضرت آدم وحوا نے کہا کہ یہ سر پر تاج کون ہے کہا کہ ان کا شوہر علی ابن ابی طالب ہے۔ حضرت آدم وحوا نے عرض کیا یہ دو گوشوارے کون ہیں فرمایا یہ حسنؑ وحسینؑ ہیں ان کے بیٹے ان کا وجود میرے علمِ مخفی میں تمہارے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے سے موجود ہے۔

آں دم کہ خانۂ برسر کوئے تو ساختم
آدم ہنوز محرمِ خلدِ بریں نہ بود

ان ذواتِ مقدسہ کو ربِ کائنات نے اُس وقت وجود بخشا کہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام بھی خُلدِ بریں سے آشنا نہ تھے۔

آں دم کہ ما بار امانت در آمدیم
جبرئیل در خزانہ رحمت امیں نہ بود

اِن کو اُس وقت امانت کا امیں بنایا گیا کہ ابھی جبریلؑ بھی امین کے

لقب سے ملقب نہ تھے۔

جنت کی خُوشبو:

امام نسفیؒ فرماتے ہیں

دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّۃَ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ وَرَاٰیَ قَصْرُ خَدِیْجَۃَ وَ اَخَذَ جِبْرَائِیْلُ تُفَّاحَۃَ مِنْ شَجْرِ الْقَصْرِ یَا مُحَمَّدُ کُلُ ھٰذِہٖ التُّفَّاحَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یَخْلُقُ مِنْھَا بِنْتًا

کہ جب شب معراج نبی کریم ﷺ جنت میں تشریف لے گئے۔ اور آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے محل میں داخل ہوئے تو حضرت جبرائیلؑ نے ایک سیب اسی محل کے درخت سے لے کر کہا اے محمد ﷺ اس سیب کو تناول فرمایئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک بیٹی پیدا کرے گا۔

تَحْمِلُ بِھَا خَدِیْجَۃَ فَفَعَلَ فَلَمَّا حَمَلَتْ خَدِیْجَۃَ وَ جَدَتْ رَائِحَۃُ الْجَنَّۃَ تِسْعَۃَ اَشْھُرٍ

اور خدیجہ اس کے ساتھ حاملہ ہوں گی پس نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا یعنی سیب کھایا جب حضرت خدیجہ حاملہ ہوئیں تو نو مہینے تک حضرت

خدیجہ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی۔

فَلَمَّا وَضَعَتهَا اِنتَقَلَتْ رَائِحَةُ اِلَیهَا۔[1]

لیکن جب حضرت فاطمہؓ کی اس دنیا میں آمد ہوئی۔تو وہ خوشبو سیدہ کائنات کے بدن مبارک میں منتقل ہوگئی۔علامہ محب طبری کی مندرجہ بالا نقل کردہ روایت پر ایک اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ سیدہ فاطمہ کی ولادت بعثت کے ایک سال بعد ہوئی جبکہ معراج ۱۳ بعثت کو ہوا۔اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ۱۳ بعثت کو جو معراج ہوا وہ جسمانی معراج ہے۔جبکہ نبی کریم ﷺ کو جسمانی معراج ایک مرتبہ ہوا اور روحانی معراج متعدد مرتبہ ہوئے۔مندرجہ بالا واقعہ کا تعلق جسمانی معراج سے نہیں بلکہ روحانی معراج سے ہے۔

مہک فردوس کی مکہ کی گلیوں میں چلی آئی
تھی جو آغوشِ مادر میں وہ جنت کی کلی آئی

عجیب کرامت:

جب ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا عقدِ مبارک نبی مکرم ﷺ سے

---

[1] ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ

ہوا تو مکہ کی عورتیں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے ناراض ہوگئیں آپ سے بات چیت اور ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اس بے رخی اور لاتعلقی کی وجہ یہ تھی کہ مکہ کی عورتیں اس عقد پر راضی نہ تھیں۔ وہ کہتی تھیں، اے خدیجہ تو نے تو نگری کو درویشی پر ترجیح دی اور ایک یتیم کے ساتھ نکاح کرلیا۔ جس کی وجہ سے حضرت خدیجہ نبی اکرم ﷺ کی خاطر اُن سے غم و غصہ میں رہتی تھیں۔ اس عالم میں سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا اپنی والدہ گرامی کے بطن میں ان سے باتیں کیا کرتی تھیں اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو تسلی و تشفی دیتیں۔ اس اسرار الٰہی کو دیکھ کر حضرت خدیجہ خاموش ہو جاتیں۔

یہ بیٹا نہیں بیٹی ہے:

ایک روز نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہ باتیں کر رہی تھیں لیکن ان کے پاس کوئی موجود نہیں تھا۔ نبی پاک ﷺ نے متعجب ہو کر پوچھا خدیجہ یہ کس کے ساتھ باتیں کر رہی ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ تو حضرت خدیجہ نے فرمایا!

''یارسول اللہ ﷺ میرے شکم میں جو فرزند ہے وہ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ یہ میری تنہائی میں میرا مونس ہے۔ یہ بات سن کر سرکار ﷺ

نے تبسم فرمایا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا خدیجہ یہ بیٹا نہیں بلکہ یہ بیٹی ہے اللہ تعالیٰ میری نسل کو اس سے ظاہر کرے گا۔اس کی نسل سے پیشوا اور امام ہوں گے۔

چنانچہ حضرت سیدہ کائناتؓ کی اس کرامت کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب کفارِ مکہ نے نبی پاک ﷺ سے شق القمر کا معجزہ طلب فرمایا تو اس وقت شہزادیٔ رسول بطن مادر میں تھیں۔

فَلَمَّا سَئَلَهُ الْكُفَّارُ اَنْ يَّرَاهُمْ اِنْشَقَاقَ الْقَمْرِ وَ قَدْ بَانَ الْخَدِيْجَةُ حَمَلَهَا بِفَاطِمَةَ ظَهَرَ قَالَتْ خَدِيْجَةُ وَ اَخِيْبَةُ مَنْ كَذَبَ مُحَمَّدِ وَ هُوَ خَيْرُ رَسُوْلٍ وَ نَبِيٍّ فَنَادَتْ فَاطِمَةُ مِنْ بَطْنِهَا يَا اُمَّاهُ لَا تَخْزَنِي وَ تَرْهَبِي فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ اَبِيْ [1]

جب کفّار نے نبی کریم ﷺ سے چاند کے دو نیم ہونے کا مطالبہ کیا تو اس وقت سیدہ کائنات بطن خدیجہ میں آ چکی تھیں تو حضرت خدیجہ نے کہا کہ کتنی محرومی ہے ان لوگوں کی جو محمد ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ وہ سب رسولوں اور نبیوں میں بہتر اور افضل ہیں

پس حضرت فاطمہؓ نے ان کے بطن سے آواز دی۔اے امی جان آپ خوف اور رنج نا کھائیں اللہ تعالیٰ میرے بابا جان کے ساتھ ہے۔

---

[1] عمدة المطالب صفحہ ۱۷۹

سبحان اللہ

تاریخ ولادت باسعادت:

بر آسمان رسالت ہلالے از نو تافت
بوستان نبوت کلی از نو بشگفت

آسمانِ رسالت پر اک نیا چاند نکلا اور نبوت کے باغ میں اک نئی کلی کھلی

وَلَدَتْ فَاطِمَةُ سَنَةَ اِحْدٰی وَ اَرْبَعِیْنَ مِنْ مَوْلِدِالنَّبِیِّ [1]

سیدہ کائنات، مخدومہ کونین، شہزادی رسول ﷺ کی ولادت با سعادت نبی اکرم ﷺ کی اکتالیس سال کی عمر میں ہوئی

مَنْ مِثْلَ فَاطِمَةَ الزَّھْرَا فِیْ نَسَبٍ
وَ فِیْ فَخَارٍ وَ فِیْ فَضْلٍ وَفِیْ حَسَبٍ
وَاللّٰہِ فَضَّلَھَا حَقًّا شَرَّفَھَا
اِذَا کَانَتْ اِبْنَتَہٗ خَیْرُ الْعَجَمِ وَ الْعَرَبِ

نسب میں فاطمۃ الزہرا کا کوئی مثل نہیں اور نہ بزرگی اور فضیلت اور حسب میں کوئی مثل ہے۔ اُن کی بزرگی اور فضیلت اللہ کی طرف سے اس

---

[1] حاشیہ بخاری ج ا ص ۵۳۲

لیے کہ وہ عرب و عجم سب سے افضل ترین اور برحق ہستی کی بیٹی ہیں۔

سیّدات کی آمد:

آ چکی ہے رحمت ربِ دو عالم جوش میں
نور کا ٹکڑا ہے صائم نور کی آغوش میں

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ فرماتی ہیں جب وقت ولادت قریب آیا تو چار خواتین جن کے انوار و جمال کا وصف بیان نہیں ہو سکتا حاضر ہوئیں اور وہ زنانِ بنی ہاشم کے مشابہ تھیں حضرت خدیجہ ڈریں یہ دیکھ کر ان میں سے ایک عورت نے کہا

اَنَا اُمُّکَ حَوَّا

میں تمہاری ماں حوا ہوں۔

وَقَالَتِ الْاُخْریٰ اَنَا آسِیَةُ بِنْتُ مَزَاحِم

دوسری نے کہا کہ میں آسیہ بنتِ مزاحم ہوں۔

وَقَالَتِ الْاُخْریٰ اَنَا کُلْثُومُ اُخْتُ مُوسیٰ

تیسری بولی میں ام کلثوم حضرت موسیٰؑ کی بہن ہوں۔

وَقَالَتِ الْاُخْریٰ اَنَا مَرْیَمُ بِنْتِ عِمْرَانِ [1]

---

[1] ینابیع المودۃ، شیخ قندوزیؒ

چوتھی خاتون بولی کہ میں مریم بنت عمران ہوں

ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ وقت ولادت تمہارے پاس موجود رہیں اور تمہاری اعانت کریں۔ یہ کہہ کر ان میں سے ایک خاتون دائیں جانب اور دوسری بائیں جانب اور تیسری سامنے اور چوتھی پیچھے بیٹھ گئیں۔ پس خاتون جنت سیدۂ کائنات دنیا پر تشریف لائیں، ایک نور ساطع ہوا، مکہ کے گھر روشن ہو گئے، مشرق و مغرب میں کوئی گھر ایسا نہیں جو منور نہ ہوا ہو، دس حوریں حضرت خدیجہ کی خدمت میں آئیں جن کے ہاتھوں میں ایک ایک ابراق اور ایک ایک طشت بہشت تھا اوران کی ابریق آب کوثر سے بھری ہوئی تھیں۔ وہ خاتون جو حضرت خدیجہ کے سامنے بیٹھی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئیں اور انہوں نے سیدہ کائنات کو اپنے مبارک ہاتھوں پر اٹھا کر اسی آب کوثر سے غسل دیا جو حورانِ جنتِ فردوس لائی تھیں۔

پھر اس خاتون نے دو سفید جامے جن کی سفیدی دودھ سے بھی زیادہ تھی اور جن کی خوشبو مشک و عنبر سے زیادہ لطیف تھی نکالے ایک کو آپ کے جسم مطہر پر اور دوسرے کو مقنع بنایا۔

عطائے الکوثر:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کو ہر چیز عطا فرمائی۔ جیسا کہ خود معلم ومقصودِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی۔

کہ اللہ مجھے عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

آپ ﷺ پر عطا کا عالم یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی

یعنی جب تک اے محبوب تو راضی نہ ہو جائے گا۔ ہماری طرف سے عطاؤں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ تو جہاں ہر لمحہ اور ہر گھڑی عطا ہو۔ وہاں عطاؤں کا شمار ناممکن بات ہے۔ جب ساری کائنات کا وجود ہی آپ کی ذات سے قائم ہے۔ تو وہ کونسی عطا ہے جو اُن کیلئے نہیں۔ اس عطا میں حبیب مکرم ﷺ کی خوشی ورضا۔ دلجوئی اور تسکین مخفی ہے۔ اہل فن پر یہ بات عیاں ہے۔ کہ ''عطا'' اور ''اعطاء'' میں فرق ہے۔

عطا میں معنی عام ہے۔ اور اعطاء میں معنی خاص ہے۔

عطا میں اظہار احسان نہیں لیکن اعطاء میں اظہارِ احسان ہے۔

سیدہؑ کائناتؓ کی خلقت نورانی اور جنتی پھل کے ذریعے سے صُلبِ مصطفیٰ ﷺ سے رحم خدیجۃ الکبریٰ تک منتقلی اور ولادت سیدہؑ کائناتؓ پر اللہ رب العزت کا خاص اہتمام اس بات پر دلیل ہے۔ کہ وجودِ فاطمۃ الزہرا ایک خاص نعمت ہے۔ اور مصطفیٰ کریم ﷺ کیلئے باعثِ تسکین ہے۔ یہی وہ وجودِ مسعود ہے جس نے آگے چل کر۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کی ذریتِ مطہرہ کا سبب بننا ہے۔ یہی وہ وجودِ اقدس ہے جس سے خیرِ کثیر کا وجود وابستہ ہے۔ یہی وہ وجود مطہر ہے۔ جو کفار کے طعنہ کا جواب ہے۔ یہی وہ وجود مقدس ہے۔ جس سے مصطفیٰ کریم ﷺ کی کثرتِ اولاد کا وجود وابستہ ہے۔ یہی وہ عظیم ہستی ہے۔ جس کے شجر کا ہر پھول اپنے دامن میں خیرِ کثیر لئے ہوئے۔ اس امت میں خیر بانٹ رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے بیٹے کا وصال ہوا۔ تو کفار بہت خوش ہوئے۔ کہ نعوذ باللہ کہنے لگے۔ آج محمد ﷺ کی نسل کا خاتمہ ہوگیا۔

جس سے سرکار کو بہت رنج پہنچا۔ دل کو تکلیف پہنچی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو دلاسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ہ

کہ بیشک ہم نے اے محبوب آپ ﷺ کو خیرِ کثیر عطا فرمائی۔ پس آپ اپنے رب کیلئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ بیشک تمہارا دشمن بے نام ونشان رہے گا۔

تعلیم وتربیت:

سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزاہرا سلام اللہ علیہا کی تعلیم وتربیت سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ سیدۂ کائنات کوئی عام شخصیت نہیں۔ کہ اُن کو عام لوگوں پر قیاس کیا جائے جن کے نورانی پیکر کو خود خدا نے آراستہ کیا۔ جن کا تعارف بطورِ فخر خود خدا نے حضرت آدم وحوا کو کرایا۔ جن کو رحم مادر میں منتقلی کیلئے جنت میں اہتمام کیا۔ جن کے متعلق خود تاجدارِ کائنات نے فرمایا۔

اِنَّ ابۡنَتِی فَاطِمَةَ حُوۡرَاءُ آدِمِیَّةٌ لَمۡ تَحِضۡ وَلَمۡ تَطۡمِثۡ [1]

میری یہ بیٹی فاطمہؑ انسانی حور ہے اور حیض ونفاس سے پاک ہے۔ وہ ہستی اپنی فطرتِ صالحہ میں جن صفات عالیہ سے مزین ہو کر اور جن ازلی مدارج ومراتب کے ساتھ دنیا پر تشریف لائیں۔ وہ اہل اللہ پر عیاں ہیں۔

---

[1] الشرف المؤبد لآل محمد ص ۴۷

تاہم ظاہری طور پر جن علوم و معارف اور تعلیم و تربیت کا عکس سیدۂ کائنات کی سیرت پر نقش ہوا۔ وہ معلمِ کائنات کی خاص توجہ و محبت اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی گود ہے۔

سیدۂ کائناتؑ بچپن ہی سے صبر، توکل، استقامت، حیا، عفت، قناعت اور خلوت پسندی کے خزانوں سے معمور تھیں۔

نبی کریم ﷺ کو اپنی بیٹی سے شدید محبت تھی۔ اس طرح سیدہ کائنات کو اپنے بابا سے بے پناہ محبت تھی۔

بیٹی کا ماں سے سوال:

چار سال کی عمر میں حضرت فاطمۃ الزاہراؑ نے اپنی والدہ گرامی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے سوال کیا۔ کہ خدا کی قدرتیں تو ہمیں ہر وقت نظر آتیں رہتی ہیں۔ کیا خدا کا دیدار بھی کبھی نصیب ہونے کی توقع ہے۔

اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جواب دیا کہ بیٹی جب ہم دنیا میں نیک کام کریں گے۔ اور لوگوں سے اچھا سلوک اور عمدہ برتاؤ کریں گے خدا کے احکامات کی تعمیل میں کوشاں رہیں گے اس کے رسول پر ایمان لائیں گے تو کل قیامت کو خوشنودیٔ خدا کے مستحق ہونگے۔ اور یہی

اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔[1]

زیب و زینت سے بے رغبتی:

اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی حیات ہی میں آپ کے کسی عزیز کی شادی تھی۔ اس تقریب پر انہوں نے اپنی بچیوں کو نئے کپڑے اور زیور پہنا کر شادی میں بھیجا۔ چونکہ بی بی خدیجہ دولت مند خاتون تھیں انہوں نے کشادہ دلی سے بچیوں کے لیے عمدہ کپڑے نفیس و خوبصورت زیورات بنوائے۔ شہزادی رسول ﷺ کی عمر اس وقت پانچ سال تھی تو آپ نے زیور پہن کر شادی میں جانے سے انکار کر دیا۔ جس سے پتہ چلا کہ آپ بچپن ہی سے سادہ زندگی کو پسند کرتی تھیں اور دنیا اور دنیا کی زیب و زینت سے آپ کو بے رغبتی تھی۔[2]

سیدۂ کائنات کو پہلا صدمہ:

بعثت کے دسویں سال اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات ہوئی۔ اور اسی سال ناصرِ رسول، شیخ بطحا حضرت ابو طالبؑ کی وفات

---

1. خاتونِ جنت 2. ایضاً

ہوئی۔

جس کا صدمہ تاجدارِ کائنات نے ان لفظوں میں بیان فرمایا! کہ یہ سال میرے لئے غم کا سال ہے۔ کہ اس میں میرے دو غمگسار دنیا سے چل بسے۔ سیدۂ کائنات کے سر سے بچپن ہی میں ماں کا سایہ اٹھ گیا۔ اُمّ المومنین حضرت خدیجہ وہ پہلی خاتون ہیں جن کو ساری زندگی سیدِ عالم نہیں بھولے۔ حضرت خدیجہؓ ۲۵ سال تک سیدِ عالم کی خدمت اقدس میں رہیں۔ اور ان کی زندگی میں حضور نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ اُمّ المومنین کو مکہ کے قبرستان حجون میں دفن کیا گیا۔ اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ نبی کریم ﷺ نے خود اُن کو قبر میں اُتارا۔ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد حضور جب بھی کوئی قربانی کرتے تو پہلے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو گوشت بھیجتے اور بعد میں کسی اور کو دیتے۔

خدیجۃ الکبریٰ سے بہتر کوئی نہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے! کہ جبرئیلؑ حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا! یارسول اللہ خدیجہ آپ کیلئے کھانا لے کر

تشریف لا رہی ہیں۔جب آپ کے پاس آ جائیں تو آپ اِن سے ان کے رب کا اور میرا اسلام کہہ دیں۔اور ان کو خوشخبری دے دیں۔کہ جنت میں ان کے لئے موتیوں کا ایک گھر ہے۔جس میں نہ کوئی شور ہے اور نہ کوئی تکلیف۔حضور ﷺ فرمایا کرتے، خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اُس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں۔اور جب سب مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی۔اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کیلئے تیار نہ تھا تو اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا۔اور ان کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔[1]

حضرت خدیجہ کی آخری آرزو:

روایت میں آتا ہے۔جب اُمُ لمومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کا آخری وقت قریب آیا۔تو آپ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ آپ کچھ دیر میرے سامنے تشریف رکھیں۔تاکہ میں آپ کا آخری دیدار کرلوں۔یارسول اللہ ﷺ میرا وقت قریب ہے۔میں نے اپنی زندگی

---

[1] شرح مواہب الدنیہ ۲۲۴

کے جو لمحات آپ کی رفاقت میں گزارے ہیں اگر میری طرف سے خدمت میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہوتو معاف فرما دینا۔ میری فاطمہ چھوٹی ہے بغیر ماں کے رہ جائے گی اس پر دستِ شفقت رکھنا۔ اور یا رسول اللہ ﷺ ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن ہمت نہیں پڑ رہی۔ وہ بات میں فاطمہ کو بتا دیتی ہوں۔ وہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیگی۔

مجھے کفن عنایت کر دیجئے:

نبی کریم ﷺ پرنم آنکھوں کے ساتھ سرہانے سے اُٹھے اور سیدہ زہرا بتول اپنی والدہ پاک کے سرہانے بیٹھ گئیں۔ حضرت خدیجہؓ نے محبت بھری نگاہوں سے جب حضرت فاطمہؓ کو دیکھا۔ تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ فرمایا بیٹی فاطمہؓ اپنے بابا جان کی خدمت میں میری آخری آرزو تو عرض کر دو۔ اپنے بابا جان سے کہو کہ میری خواہش ہے کہ آپ اپنی چادر جو نزولِ وحی کے وقت آپ کے شانۂ اقدس پر تھی وہ مجھے حصولِ برکت کیلئے بطورِ کفن عنایت کر دیں۔

سیدہ اپنے بابا جان کے حضور حاضر خدمت ہوئیں اور اپنی والدہ ماجدہ کا پیغام آپ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی

چادر حضرت فاطمہ کو عطا فرمائی اور فرمایا بیٹی یہ چادر اپنی ماں کو دو تا کہ وہ خوش ہو جائے۔

کفن جنت سے آیا:

یہ بات ابھی ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اپنی چادر اپنے دوش پر رکھیں۔ خدیجہ نے اپنا سارا مال ہمارے نام کے لیے قربان کر دیا اس لیے اس کا کفن ہمارا ذمہ ہے۔ ہم اسے اپنے کرم کی پوشاک عطا کریں گے اور اس کے لیے جنت سے کفن بھیجتے ہیں۔[1]

میری ماں کہاں ہے:

جس طرح سید عالم ﷺ کو زندگی بھر حضرت خدیجہ نہیں بھولیں اکثر آپ ان کو یاد فرمایا کرتے۔ اسی طرح ایک بیٹی اپنی ماں کو کب بھول سکتی

---

[1] روضۃ الشہداء

تھیں۔ چنانچہ مجاہد ابن میمون کی اسناد سے نقل ہے۔

کہ سیدہ کائنات نے ایک دن اپنے بابا سیّد عالم ﷺ سے پوچھا!

اَیْنَ اُمُّنَا خَدِیْجَۃ

''بابا جان میری اماں خدیجہ کہاں ہیں''۔

قَالَ فِی بَیْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا لَغْوَ فِیْہِ وَلَا نَصَبَ بَیْنَ مَرْیَمَ وَ آسِیَۃَ اِمْرَءَ ۃَ فِرْعَوْنَ

سیّد عالم نے فرمایا کہ وہ جنت کے ایک ایسے مکان میں ہے جس میں نہ کوئی شور ہے نہ کوئی تکلیف وہ مکان حضرت مریم اور حضرت آسیہ زنِ فرعون کے مکانوں میں واقع ہے

مِنْ اَیِّ قَصَبٍ

سیدہ کائنات نے عرض کیا وہ کس چیز کا بنا ہے

قَالَ الْقَصَبُ الْمَنْظُوْمِ بِا لدُّرِّ وَ اللُّو لُو وَالْیَاقُوْتِ [1]

سید عالم ﷺ نے فرمایا وہ موتی اور یاقوت سے بنا ہے۔

---

[1] طبرانی معجم الاوسط جلد ا، ص ۱۴

بیٹی رو نہیں:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ جا رہے تھے کہ ایک کافر نے آپ کے سر اقدس پر خاک ڈال دی اسی حالت میں آپ گھر تشریف لائے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ نے دیکھا تو پانی لے آئیں آپ کا سر دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں فرمایا بیٹی رو نہیں خدا تیرے باپ کو بچائے گا۔[1]

بیٹی کو تسلی دیتے ہیں:

حضرت ابو طالب ؑ اور اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی وفات کے بعد کفّارِ مکہ نے کھل کر زیادتیاں شروع کر دیں اور اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم وستم شروع کر دیا سیدہ کائنات یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کب برداشت کر سکتیں تھیں اپنے بابا جان کی تکلیف کو دیکھ آنسو گرتے تو سید عالم ﷺ اپنی پیاری لختِ جگر کو تسلی دیتے اور فرماتے بیٹی گھبراؤ نہیں اللہ تمہارے باپ کو تنہا نہ چھوڑے گا۔

---

[1] سیرۃ النبویہ ص ۱۸۲

سیّدہ کی بد عا:

ایک مرتبہ سید عالم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے قریش مکہ بھی وہاں جمع تھے ابو جہل کو ایک شرارت سوجھی تو اس نے قریش کو کہا اس رسول کو دیکھو اگر کوئی شخص فلاں جگہ جا کر اُونٹ کی اوجھڑی پڑی ہوئی اٹھا لاتا اور اس رسول پر پھینک دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا وہاں عقبہ بن ابی معیط بھی تھا وہ کہنے لگا یہ کام میں کرتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور خون سے بھری ہوئی اوجھڑی اُٹھا کر نبی کریم ﷺ پر رکھ دی سرکار سجدے میں تھے کفّار یہ منظر دیکھ کر مسخرہ کرنے لگے عبداللہ بن مسعود اس زمانے میں عقبہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے کافروں کا مقابلہ تو نہ کر سکتے تھے البتہ حضور ﷺ کے گھر جا کر اس معاملہ کی اطلاع کی حضور کی پیاری بیٹی فاطمہؓ یہ سُن کر دوڑ پڑیں اور حضور کی گردن مبارک سے یہ اوجھڑی ہٹائی اور کفار کو فرمایا شریرو! خدا ایک دن تمہیں ضرور اس کی سزا دے گا۔ امام سمھودیؒ لکھتے ہیں کہ آپ نے اس وقت جن جن کافروں کیلئے بد عا کی وہ سب کے سب غزوہ بدر میں مارے گئے اور بدر میں اُن کی لاشیں گھسیٹ کر ایک گڑھے میں ڈال دی گئیں۔[1]

---

[1] سیرۃ النبویہ ص ۱۸۲

ہجرت مدینہ:

جب تاجدارِ کائنات ﷺ نے ہجرت کی تیاری مکمل کر لی تو مخدومہ کائنات سیدہ فاطمۃ الزاہرا آپ کے پاس روتی ہوئی تشریف لائیں آپ ﷺ نے فرمایا! میری پیاری بیٹی روتی کیوں ہو سیّدہ نے آنسو بہاتے ہوئے عرض کیا! بابا جان میں کیوں نہ رووٴں جبکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ قریش کے سرداروں نے لات عُزّیٰ اور منات کی قسمیں اُٹھا کر یہ عہد کرلیا کہ معاذ اللہ آپ کو شہید کردیں اور اُن میں ایک بھی ایسا نہیں جو آپ کے خون کا پیاسا نہ ہو آپ نے فرمایا پیاری بیٹی مجھے وضو کراوٴ اور پھر آپ وضو فرما کر بیت الحرام کی طرف تشریف لے گئے۔[1]

تزویجِ فاطمہؑ:

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا سلسلہ جاری وساری رہے گا۔اس زمین پر جو بھی رشتہ طے ہوا اُس میں رشتہ داروں کا ہاتھ ہوتا ہے رشتے والدین طے کرتے ہیں لیکن سیدہ فاطمۃ الزہرا

---

[1] المستدرک ج ۴ ص ۱۴۲

اُس عظیم ہستی کا نام ہے جن کے رشتہ کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

نکاح فاطمہؑ کیلئے وحی آئی:

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا آپ پر وحی نازل ہوئی جب فرشتہ چلا گیا تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا! اے انس! کیا تو جانتا ہے کہ جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام لائے ہیں؟۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جبرئیلؑ کیا خبر لائے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا! مجھے جبرئیلؑ نے کہا:

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَا مُرُکَ اَنْ تَزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍ

''کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیجئے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کا صرف حکم نہیں دیا بلکہ اس نکاح کی بزم کو پہلے آسمانوں پر سجایا۔ پھر زمین پر انعقاد ہوا امام عبدالرحمٰن صفوری نزہۃ المجالس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا

کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بیت المعمور کے قریب جمع ہونے کا حکم دیا۔

بیت المعمور کہاں ہے:

امام نسفیؒ فرماتے ہیں کہ بیت المعمور چوتھے آسمان پر ہے اور اس میں چار ستون ہیں ایک ستون سرخ یاقوت کا ہے اور چوتھا ستون سونے کا ہے بیت المعمور بیت اللہ کے بالمقابل عمودی سطح پر چوتھے آسمان پر واقع ہے جہاں ہر وقت فرشتے طواف میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ نے 'رضوان' فرشتے کو حکم دیا کہ وہ بیت المعمور کے دروازہ پر 'ممبرِ کرامت' نصب کرے، جب ممبر رکھ دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے راحیل نامی فرشتہ کو حکم فرمایا کہ وہ ممبر پر جائے اور خطاب کرے چنانچہ ارشاد باری کی تعمیل کرتے ہوئے راحیل فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کی وہ تمجید و تقدیس بیان کی جو اُس کی شان کے لائق ہے راحیل کے خطاب کا انداز اس قدر دل آویز تھا کہ تمام آسمان کیف وسُرور اور مسرّت و شادمانی سے وجد کناں تھا۔[1]

---

[1] نورالابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار ص ۴۶

فرشتے گواہ بنے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

’’اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی کہ میں نے اپنے بندے علیؓ کے ساتھ اپنی کنیز فاطمہ بنتِ محمد کا عقد باندھ دیا ہے اور میں نے فرشتوں کو گواہ مقرر کیا ہے اور اس ریشمی کپڑے کے ٹکڑے پر میں نے اپنی گواہی ثبت کر دی ہے‘‘۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں نکاح نامہ کی اس تحریر پر سفید کستوری کی مہر لگا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور پھر اس کو جنت کے خازن ’رضوان‘ کے حوالے کر دوں۔[1]

جنت میں نکاح:

امام عبدالرحمٰن صفوریؒ فرماتے ہیں کہ جبرئیلؑ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ خدا نے آپ کو سلام کہا ہے۔

---

[1] نزھۃ المجالس جلد دوم ۲۲۶

اور آپ ﷺ سے فرمایا ہے کہ آج فاطمہ کا جنت میں اُن کی والدہ کے محل میں عقد ہوا ہے اسرافیل نے خطبہ پڑھایا ہے اور جبرئیل اور میکائیل گواہ بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ ولی بنا اور علی شوہر بنے۔

چالیس ہزار فرشتے گواہ:

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ ابھی نبی کریم ﷺ مسجد ہی میں تھے اتنے میں حضرت علیؑ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل نے مجھے بتایا کہ خدا نے فاطمہؑ کو تمہاری زوجیت میں دیا اور اُن کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا اور شجرِ طوبیٰ کو وحی بھیجی ہے کہ اُن پر دُرّ و یاقوت وزیورات اور جوڑے نثار کرے چنانچہ دُرّ و یاقوت و زیورات ولباس کے طبق میں سے حوریں لُوٹنے دوڑیں، اب قیامت تک وہ سب ایک دوسرے کو ہدیہ دیتی رہیں گی۔[1]

---

[1] نزہۃ المجالس جلد دوم ۴۴۱

شجرِ طوبیٰ وجد میں:

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ ایمنؓ روتی ہوئی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اُن سے رونے کا سبب پوچھا حضرت اُمّ ایمنؓ نے کہا کہ میرے پاس ایک انصاری آیا اور اُس نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا تو اُس پر بادام اور شکر نثار کیے گئے مجھے فاطمہؑ کا نکاح یاد آیا کہ آپ نے اُن پر کچھ بھی نثار نہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! قسم اُس ذات کی جس نے مجھے کرامت بخشی کے ساتھ معبوث فرمایا۔ اور رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ یقیناً خدا نے جب علی کا فاطمہؑ سے نکاح کیا تو ملائکہ مقربین کو حکم دیا تھا کہ عرش کا حلقہ کرلیں اُن میں جبرئیل ومیکائیل واسرافیل بھی تھے اور جنتوں کو آراستگی کا اور حوروں کو زینت کا حکم دیا پھر حوروں کو رقص کا حکم پہنچا۔ چنانچہ حوروں نے رقص کیا پھر پرندوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نغمہ سرائی کریں چنانچہ پرندے بھی نغمہ سرا ہوئے اس کے بعد شجر طوبیٰ کو حکم دیا گیا کہ اُن پر مروارید، دُرِّ سپید، زبرجدِ سبز اور یاقوتِ سرخ نثار کرے۔[1]

---

[1] ایضاً ص ۴۴۳

جنتی میوے لٹائے گئے:

مناقب خوارزمی کے حوالہ سے علامہ ابوالحسنات فرماتے ہیں کہ کچھ میوہ ہائے بہشتی روح الامین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے حضور ﷺ نے فرمایا! جبرئیلؑ یہ کیسے میوے ہیں عرض کی حضور آج تمام ملائکہ کو حوالی بیت المقدّس میں جمع ہونے کا حکم ہوا اور تمام حورانِ بہشت آراستہ کی گئیں اور راحیل فرشتہ کو حکم ہوا کہ وہ منبرِ نوری پر جو خطبہ گاہِ آدم صفی اللہ ہے، بیت المقدس میں پہنچ کر خطبہ پڑھے اور سیدہ فاطمہ کا عقد شیر خدا علیؑ سے کرے میوہ ہائے جنت ملائکہ اور حورانِ بہشت پر لٹائے اس سنت کے ماتحت بھی نکاح میں خرمے کھانے سنت ہیں۔[1]

نکاحِ سیدہؑ زمین پر:

اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اپنی لختِ جگر کا نکاح تاجدار ھل اتٰی مولا مرتضیٰؑ سے پڑھایا۔ آپ ﷺ اپنی پیاری بیٹی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں پر تمہارا

---

[1] اوراق غم ص ۱۷۵

نکاح میرے ابن عم علیؑ کے ساتھ منعقد کر کے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں زمین پر اس نکاح کی تجدید کروں اب تم بھی اظہار رضا مندی کر دو۔

مجسمۂ شرم وحیا نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

مہاجرین وانصار سے خطاب

اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مہاجرین وانصار کو جمع کر کے اُن سے خطاب فرمایا: حمد وثناء کے بعد اے گروہِ مومنین مجھے میرے بھائی جبرئیل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقامِ بیت المعمور پر ملائکہ کو جمع کر کے اپنی کنیزِ خاص فاطمہ بنت محمد ﷺ اور اپنے بندۂ خاص علی ابن ابی طالب کا عقد نکاح باندھ کر مجھے حکم دیا ہے کہ میں اصحاب کے درمیان اس نکاح مبارک کی تجدید کروں اور گواہوں کی موجودگی میں تجدیدِ نکاح تمام کروں اس کے بعد نبی کریم ﷺ علیؑ سے مخاطب ہوئے۔

علیؑ نے درخواست پیش کی:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! علیؑ اُٹھو اور قاعدہ کے مطابق اپنی

درخواست پیش کر و مولا علیؑ کھڑے ہوئے اور حسب ارشاد بعد از حمد وثناء نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود بھیجنے کے بعد سیدہ نساء العلمین کے لئے درخواست پیش کرتے ہوئے عرض کیا! کہ آپ کے حکم کے مطابق مہر و دیگر اخراجات کے لئے اپنی زرہ پیش کرتا ہوں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اس امر پر گواہ بنایا اور سیدہ کائناتؑ کو زوجیت علیؑ میں دیا۔ ایجاب وقبول کے بعد نبی کریم ﷺ نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔ فاطمہ اور علی کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔ [1]

حق مہر:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ اے علی تیرا نکاح فاطمہ سے چار سو مثقال چاندی مہر عوض کر دوں، کیا تُو اس پر راضی ہے۔ مولا علیؑ نے خطبہ پڑھ کر عرض کیا!

رَضِیتُ بِذٰلِکَ یَارَسُولَ اللّٰہ

یارسول اللہ میں اس پر راضی ہوں۔ [2]

---

[1] ماخوذ معارج النبوۃ رکن چہارم ص ۳۰/۴۰ [2] الشرف المؤبد

کاغذ کا ٹکڑا:

خضر ملت پیر سید خضر حسین چشتی قدس سرہ العزیز جنابہ زہرا کے حق مہر پر ایک خوبصورت روایت بحوالہ جامع المعجزات نقل فرماتے ہیں۔

جب سیدہ زہرا، خاتون جنت حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں تو حضرت علیؑ نے ان سے فرمایا!

"اے فاطمہؑ میری یہ وصیت ہے کہ جب تم حضور ﷺ کے پاس پہنچو تو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا بڑا مشتاق ہوں"۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا! اور میری بھی ایک وصیت ہے اور وہ یہ کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ پر چیخنا چلانا مت اور میرے نور چشم حسنؑ و حسینؑ کا خیال رکھنا اے شیر خدا وہ دیکھیے حضور ﷺ فرشتوں کے جھرمت میں تشریف لا رہے ہیں۔ اب میں جا رہی ہوں میرے انتقال کے بعد فلاں جگہ میں نے ایک کاغذ کا ٹکڑا بڑی حفاظت سے رکھا ہے اور اس کاغذ کو نکال کر میرے کفن میں رکھ دینا اور اسے پڑھنا نہیں۔"

کاغذ میں کیا تھا:

حضرت علیؑ نے فرمایا اے فاطمہ رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بتا دو اس کاغذ میں کیا لکھا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا میرا نکاح جب آپ سے ہونے لگا تھا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا فاطمہؓ میں علیؑ سے چار سو مثقال چاندنی کے مہر پر تمہارا نکاح کرنے لگا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ علی مجھے منظور ہیں لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں اتنے میں جبرئیلِ امین نے حاضر ہو کر حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں جنت اور اسکی نعمتیں فاطمہؓ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھے اسکی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی۔

میرا حق مہر اُمت کی شفاعت:

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر تم خود ہی بتاؤ کہ مہر کیا ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہر وقت اپنی اُمت کے غم میں رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار اُمت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو چنانچہ جبرئیل

واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا تھا۔

"جَعَلْتُ شِفَاعَةَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَدَاقَ فَاطِمَةَ"

کہ میں نے اُمتِ محمد ﷺ کی شفاعت فاطمہؑ کا مہر مقرر کیا۔[1]

دوسری روایت:

شارح فصوص الحکم محدث نسری نگر شیخ شرف الدین علی ہمدانی متوفی ۷۸۶ھ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ زَوَّجَکَ فَاطِمَةَ وَجَعَلَ صِدَاقَهَا الاَرْضَ فَمَنْ مشیٰ عَلَیهَا مُبْغِضاً لَکَ مَشیٰ حَرَاماً

اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ سے تمہارا نکاح کیا۔ اور اسکا حق مہر تمام زمین کو مقرر فرمایا اب جو کوئی زمین پر چلے اس حال میں کہ تم سے بُغض رکھتا ہو اُسکا زمین پر چلنا حرام ہے۔

1. آل رسول ۲۷۶

یہ اہتمام کیوں:

اس جہانِ رنگ و بو میں جلیل القدر و عظیم المرتبت ہستیاں تشریف لائیں جن میں انبیاء کرام علیہم السلام، اصفیاء عظام اور اولیاء کرام شامل ہیں۔ لیکن یہ انفرادیت یہ اعزاز جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ کائناتؑ اور مولا علیؑ کو عطا فرمایا۔ آخر اس اعزاز اس اہتمام کے پس پردہ کوئی راز و حکمت تو ضرور ہے۔ اس زمین پر بے شمار برگزیدہ ہستیوں کے جوڑے بنے شادیاں ہوئیں، نکاح ہوئے، لیکن جو اہتمام، انتظام، نکاحِ سیدہ میں نظر آتا ہے کہیں نظر نہیں آتا۔ کیونکہ مالکِ تقدیر کے علم میں تھا کہ میرے پیارے محبوب پر نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا دو ایسے نورانی پیکروں کی ضرورت ہے جن سے ولایت جاری ہو۔ تاکہ جس طرح نبوت کے ذریعہ سے لوگ واصل باللہ ہوئے اسی طرح قیامت تک آنے والے صاحبانِ مراتب حاملانِ ولایت اس نورانی سلسلہ کے ذریعہ سے واصل بحق ہوں اور ان ہی کے ذریعہ سے میرے محبوب کی عترت و ذرّیت کا ظہور ہو یہی دو نورانی پیکر میری وحی مرج البحرین کی تفسیر بنیں اور انہی دو متبرک وجودوں سے لُو لُو یعنی بڑے موتی حسنؑ کا اور مرجان یعنی چھوٹے موتی حسینؑ کا ظہور ہو۔

سیدہ زہرا کا جہیز:

چمڑے کا گدّا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔

ایک چارپائی

ایک چکی

ایک چادر

ایک بستر

مٹی کے دو گھڑے

دو نقرئی بازو بند

ایک لوٹا

چار تکیے

ایک کپڑوں کا جوڑا

ایک مشک

ایک جانماز

چار گلاس

آسمانی جہیز:

اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام
صاحب لولاک پر لاکھوں سلام

امام سیف النظر ابوبکر طوسیؒ اپنی کتاب ''لطائف البساتین'' میں روایت نقل فرماتے ہیں کہ!

منافقینِ مدینہ میں سے ایک شخص نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مشورہ دیا کہ اے علیؑ تو معدنِ علم وفضل اور عرب کا شجاع ترین انسان ہے بنتِ رسول ﷺ سے نکاح کر کے تجھے کیا حاصل ہوا اس کو چھوڑ دے اور میری لڑکی سے شادی کر لے میں شام ہونے سے پہلے پہلے اپنے گھر سے لے کر تمہارے گھر تک سامان جہیز سے لدی ہوئی اُونٹنیوں کی قطار کھڑی کر دوں گا مولا علیؑ نے فرمایا:

اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ

ہمیں خدا کی رضا کی ضرورت ہے دنیاوی مال ومتاع کی نہ ہمیں حاجت ہے اور نہ ہم اس کی خواہش رکھتے ہیں۔

اس ابلیس فطرت مسلمان نما یہودی منافق نے سُنا تو خاموش ہوگیا جناب حیدر کرار نے صدائے سروش سُنی کہ علیؑ سر اُوپر اُٹھا کر قدرت خداوندی کا نظارہ کرو اور مشاہدہ کرو کہ بنت رسول کا جہیز کیا ہے اور اُن کی قدر و منزلت کیا ہے۔ مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم نے سر اقدس اُوپر اُٹھا کر دیکھا کہ عرش و فرش کے درمیان جنت کی اونٹنیوں کی قطاریں زرد جواہر مشک و عنبر سے لدی کھڑی ہیں اور ہر ناقہ کے ساتھ ایک کنیز اور ایک غلام مثلِ آفتاب و مہتاب موجود ہے اور ندا آئی!

هَذَا جَهَازُ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ

یہ فاطمہؑ بنت محمد کا جہیز ہے جناب حیدرِ کرار نے یہ جانفزا منظر کا مشاہدہ کیا تو اس منافق کی طرف سے منہ موڑ کر انتہائی مسرّت کے عالم میں گھر لوٹ آئے

راز کی بات راز داروں میں:

مولائے کل جناب حیدر کرار جب گھر پہنچے تو سیدہ مخدومہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا پہلے ہی یہ منظر دیکھ چکی تھیں اس لئے مولائے

کائنات کے بتانے سے پہلے ہی سیدہ نے فرمایا: 'یا علی کیا آپ مجھے بتائیں گے یا میں آپ کو بتاؤں' مولا علی نے فرمایا: 'آپ ہی بتا دیں' تو آپ نے فرمایا کہ ایسے ایسے ایک منافق نے آپ کو مشورہ دیا جس کا آپ نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے جہیز کا منظر دکھایا حضرت علیؑ نے جواب دیا آپ ٹھیک فرماتی ہیں۔ [1]

شادی کا جوڑا:

فطرتی امر ہے کہ خواتین کو اپنے ملبوسات اور زیورات سے بڑی دلچسپی اور محبت ہوتی ہے اور خصوصاً اُن کپڑوں سے جو دلہن پہنتی ہے اُس جوڑے سے ہر خاتون کو بڑی محبت ہوتی ہے اور ہمارے ہاں وہ جوڑا خواتین ساری زندگی بڑا سنبھال کے رکھتی ہیں نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہؑ کیلئے شب عُروسی کے واسطے ایک نیا پیراہن بنوا کے دیا تھا آپ کے پاس ایک پُرانا جوڑا بھی تھا۔ اچانک دروازے پر ایک سائل آ گیا۔ اور کہا

اَطْلُبُ مِنْ بَیْتِ النَّبوّۃِ قَمِیْصاً خَلْقَا

---

[1] البتول، ص ۱۳۹۔۱۴۰

میں خانۂ نبوت سے ایک پرانے کرتا کا سوال کرتا ہوں۔ یہ سُن کر سیدہ کائنات حضرت فاطمہؓ نے ارادہ کیا کہ اپنا پرانا کرتا سائل کو دے دوں مگر فوراً اللہ تعالیٰ کا یہ قول سامنے آ گیا

لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو

یہ سوچ کر آپ نے سائل کو اُسی وقت اپنا نیا کُرتا عنایت فرما دیا۔ جب آپ کی رخصتی کے دن قریب آئے تو حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے فاطمہ کو میں اُسکا سلام کہوں۔

قَدْ اَرْسَلَ لَهَا هَدِيَّةً مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ مِنَ السُّنْدُسِ الْاَخْضَرِ فَبَلِّغْهَا السَّلَامَ وَاَلْبِسْهَا [1]

اُن کیلئے تحفہ سلام کے ساتھ ایک اور ہدیہ بھیجا ہے اور وہ جنت کے حُلّوں میں سے ایک حُلّۂ سُندس سبز کا ہے پس آپ فاطمہ کو خدا کا سلام پہنچا دیجئے۔ اور یہ جوڑا اُن کو پہنا دیجئے۔

---

[1] نزہۃ المجالس ۲۲۸ جلد ۲

شانِ رخصتی:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمدؐ

جس مقدّس رات کو سیدہ شہزادیٔ رسول کی رخصتی ہوئی نبی کریم ﷺ نے خود اپنی لختِ جگر کو اپنی سواری پر سوار کرایا اور حضرت سلمان فارسیؓ کو حکم دیا کہ ناقہ کی مہار پکڑ کر آگے آگے چلتے رہو چنانچہ سیّدہ فاطمہؑ کی سواری کی مہار تھامے حضرت سلمان فارسیؓ آگے آگے چل رہے تھے اور سواری کے پیچھے خود تاجدار کائنات ﷺ سواری ہنکاتے جاتے تھے

ستر ہزار فرشتے اُترے:

ابھی یہ قافلۂ نور رستہ ہی میں تھا کہ آواز سنائی دی آپ ﷺ نے آواز کی طرف رخِ انور پھیرا تو دیکھا جبرئیلؑ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آپہنچا ہے حضور ﷺ نے پوچھا کہ جبرئیل تم کس لئے آئے ہو! جبرئیل نے عرض کیا یارسول اللہ ہم سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو اُن کے شوہر علیؑ کے گھر پہنچانے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت جبرئیلؑ اور

میکائیلؑ نے تکبیر کی آواز بلند کی یہی وجہ ہے کہ دولہا اور دلہن کے ساتھ چلتے ہوئے تکبیر کہنا سنت قرار پایا۔ [1]

خدیجۃ الکبریٰ کی یاد:

بوقتِ رُخصتی اُمہات المومنین حجرۂ حضرت عائشہ صدیقہؓ میں جمع تھیں سیّدہ فاطمۃ الزہرا کو بڑی محبت کے ساتھ رخصت کیا بس اک مسرت کا عالم تھا۔ ایک دوسرے کو ہدیۂ تبریک پیش کیا جا رہا تھا کہ اچانک نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اس وقت مسرتوں کا عالم ہے آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں آئے اس وقت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عائشہؓ مجھے خدیجۃ الکبریٰ کی یاد آ رہی ہے کاش وہ زندہ ہوتی اور اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو رخصت کرتیں۔

---

[1] مشکل کشا بحوالہ نزہۃ المجالس

دعائے مصطفیٰ[1]:

جب شہزادیِ رسول جناب زہرا بتولؑ رخصت ہو کر نئے گھر میں گئیں تو عشاء کی نماز کے بعد سرکارِ مدینہ ﷺ تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی منگوایا اور اس میں کُلّی فرما کر حضرت مولا علیؑ کے سینہ وبازوؤں پر پانی چھڑکا پھر حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور انکے سرِ اقدس اور سینہ پاک پر پانی چھڑکا اور یوں دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اُعِیذُ ھَابِکَ وَذُرِّیتَھَا مِنَ الشَّیطَانُ

اے اللہ! میں فاطمہؑ اور اُنکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں کہ سب شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔[1]

گنہگاروں کی شفاعت:

مولا علیؑ اور سیدہ خاتون جنت شادی کے بعد رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ اور دن کو روزہ رکھتے حتیٰ کہ ان دو ہستیوں کے اسی حالت میں تین دن گزر گئے چوتھے دن جبرئیلؑ نبی کریم ﷺ کی

---

[1] السیرۃ الحلبیہ جلد ۲۔ ص ۴۷۳

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ آپ کو سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے۔

''علیؑ اور فاطمہؑ نے تین دن سے نیند اور بستر کو ترک کر رکھا ہے اور عبادات اور روزوں میں مصروف ہیں آپ اُن کے پاس جائیں اور ان سے ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے اور فرماتا ہے تم دونوں بروز قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرو گے۔[1]

قتل کی جھوٹی خبر:

اُحد کے دن جب رسول اللہ ﷺ کے قتل کی جھوٹی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو کوئی قرشیہ و ہاشمیہ خاتون ایسی نہ تھی جو گریہ کناں نہ ہو پردہ نشینانِ حجرات اُحد کی طرف روانہ ہو گئیں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے حجرہ مبارک کے دروازہ میں کھڑی تھیں کہ اُحد سے ایک شکست خوردہ آدمی وہاں سے گزرا سیّدہ نے چاہا کہ اُس سے اپنے والد گرامی کا حال پوچھیں مگر حیا مانع ہو گیا محلے کے ایک شخص نے اُس سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو اُسنے سرکار ﷺ کی شہادت کی خبر دی تو سیّدہ

---

[1] الروض الفائق ص ۲۷۸

خاتون جنت کی چشمان مبارک سے اشک جاری ہو گئے سینہ مبارک سے دھواں اُٹھ کر دماغ کو پہنچ گیا۔ اسی اثناء میں ایک دوسرا شخص پہنچ گیا اُسنے کہا اے مسلمانو! خدا تمہیں صبر دے تمہارے پیغمبر شہید ہو گئے سیدہ سُن کر بے ہوش ہوگئیں۔ خواتین نے آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے مارے تا کہ ہوش آ جائے۔ ہوش آ جانے کے بعد سیّدہ فریاد کرنے لگیں ہائے بابا جان ہائے میری محبت کے مرکز پھر آپ چادرِ عصمت میں اپنے آپ کو چُھپا کر بابِ مدینہ سے باہر تشریف لے آئیں۔ سیّدہ دو قدم چلتیں اور گر پڑتیں آپ میں چلنے کی قوت نہ تھی اور نہ ٹھہرنے کی طاقت۔

زیبانی خاتون سے ملاقات:

اچانک بنی زیبان کی ایک خاتون وہاں پر پہنچی اور کہا اے بنتِ خیرُ البشر آپ کہاں تشریف لے جارہی ہیں آپ نے فرمایا: میں اپنے والد محترم کے پاس جانا چاہتی ہوں مگر چلنے کی قوت نہیں رکھتی اُس عورت نے کہا اے سیدۃُ النساء آپ اس جگہ تشریف رکھیں میں جا کر اُحد سے خبر لاتی ہوں کیونکہ اگر آپ کے والد محترم نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو برداشت نہ کرسکیں گے سیدہ سایہ میں ٹھہر گئیں مگر دل بے قرار کو قرار نہیں

تھا اور آپ پر اس قدر غم والم کی حالت طاری تھی کہ جان عزیز فراق کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگئی تھی۔ پس سیّدہ فاطمہؓ نے فرمایا اے بی بی جب تو میرے والدگرامی کے جمال جہاں آراء کو دیکھے تو اُن کے حضور میں میرا سلامِ نیاز کہنا اور میرا حال جو تو مشاہدہ کر رہی ہے لمحاتِ فرصت میں آپ ﷺ کو بتا دینا۔ وہ عورت میدان اُحد کی طرف چلی گئی۔

زیبا نیہ میدانِ اُحد میں:

اُس زیبا نیہ خاتون کا باپ بھائی اور بیٹا بھی اس غزوہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی میں شریک تھے جب وہ میدان میں پہنچی تو اُس کا بھائی شہید ہو چکا تھا اور خاک وخون میں ڈوبا ہوا تھا سیدہ خاتون جنت کی قاصدہ خاتون نے اپنے بھائی کی طرف سے نگاہیں پھیر لیں اور اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی میں جب تک حضور ﷺ کے روئے مبارک کی زیارت نہ کرلوں اس کی طرف دیکھنا حرام ہے وہاں سے چند قدم آگے بڑھی تو اُس نے اپنے باپ کو خاک وخون میں غلطیدہ دیکھا جو جام شہادت نوش کر چکا تھا مگر وہاں بھی نہ رُکی کچھ آگے بڑھی تو اُس نے دیکھا کہ اُسکا زخمی بیٹا موت وحیات کی کشمکش میں ہے اور اُس میں زندگی

کی کچھ رمق ابھی باقی ہے اُسکے بیٹے نے دیکھ کر کہا امی جان آپ کا آنا مبارک ہے مجھے آپ کو دیکھنے کی آرزو تھی کچھ دیر آپ میرے پاس بیٹھ جائیں تا کہ میں آپ کی باتیں سُنوں اور آپ کی زیارت کروں زیبانیہ خاتون نے کہا اے ماں کے پیارے اور اے ماں کے شہید، ماں تیری جدائی میں روتی ہے اور تیرے اشتیاق کی آگ میں جلی ہوئی ہے مگر میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو ایک جگہ بٹھا کر اُنکے بابا کے حال کی خبر لینے آئی ہوں اور سیدہ کائنات میرا انتظار کر رہی ہیں بیٹے اس وقت ماں کو معزور جان کیونکہ میں اس وقت تیرے پاس بیٹھنے کی قوت نہیں رکھتی پھر اُس خاتون نے اپنے بیٹے کو بھی چھوڑ دیا اور کوہِ اُحد پر اُس مقام پر پہنچ گئی جہاں سرورِ کائنات ﷺ غار سے باہر کھڑے تھے۔

سلامِ زہراؑ:

جب خاتون سرکارِ دو عالم ﷺ کو دیکھا تو آگے بڑھی اور سرکار ﷺ کے قدموں میں گر گئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ، بھائی، بیٹا، جد قبیلہ اور تمام اقربا آپ قربان، آپ کی بیٹی کا سلام لیکر حاضر ہوئی ہوں اور اُن کا حال آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں سرکار

ﷺ نے فرمایا میری بیٹی اس وقت کہاں ہے خاتون نے بی بی فاطمۃ الزہرا کا تمام حال بیان کیا سرکار ﷺ نے فرمایا فوراً واپس جا اور میری بیٹی کو خوشخبری سُنا اور اُسکو میرے پاس لا۔ اُس خاتون نے جنابِ بتول کی خدمت میں حاضر ہو کر سرکار دوعالم کی سلامتی کا مژدہ سُناتے ہوئے کہا خدا کی قسم میں نے آپ کے بابا جان کو کھڑے دیکھا اور آپ کے سر پر پرچم سایہ فگن تھا۔

باپ بیٹی کی ملاقات:

سیدہ بتولؑ نے فرمایا مجھے اپنے بابا جان کے حضور پہنچا۔ اور مجھے خوشخبری سنانے کا صلہ وصول کر۔ چنانچہ وہ خاتون آگے آگے چلتی ہوئی کوہ اُحد پر پہنچ گئی جب رسالت مآب ﷺ نے جناب فاطمہؓ کو دیکھا تو جلدی سے اُن کے پاس آئے اور اُن کو آغوش میں لے لیا سیّدہ بہت زیادہ رو رہی تھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُنہیں تسلی دیتے ہوئے خود بھی اشکبار ہو گئے سیدہ بتول نے اپنے بابا جان کی خدمت میں عرض کیا میں نے اِس خاتون سے خوشخبری سنانے کے انعام کا وعدہ کر رکھا ہے آپ ﷺ نے اُس عورت سے پوچھا تُو فاطمہ سے کس انعام کی توقع

رکھتی ہے اُس خاتون نے عرض کیا میں اس بات پر نگاہ رکھتی ہوں کہ جناب بتول قیامت کے دن میری دستگیری فرمائیں اور مجھے فراموش نہ کریں جناب سیّدہ نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کی بابا جان آپ گواہ ہو جائیں میں قیامت کے دن بغیر اسکے جنت میں نہیں جاؤں گی اُس عورت نے یہ مژدہ سُنا تو خوشی سے اُسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اُس نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں تاکہ میں اپنے شہیدوں کو ایک نظر دیکھ لوں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اُسے اجازت عطا فرمائی۔ [1]

شہادتِ حمزہ اور سیّدہ فاطمہؑ:

حضرت حمزہؓ نبی کریم ﷺ کے چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی۔ نبی کریم کو حضرت حمزہ سے بڑی شدید محبت تھی۔ حضرت حمزہ کی شہادت بڑی سخت اور رُلا دینے والی شہادت ہے۔ چنانچہ جب وحشی جو ایک حبشی غلام تھا نے اپنی کمین گاہ سے برچھا تول کر آپ کی طرف پھینکا، تو وہ آپ کے جسم سے آر پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ دیکھنے کیلئے اٹھنا چاہتے تھے مگر زخم

---

[1] روضۃ الشہداء، علامہ حسین کاشفی

اس قدر مہلک تھا کہ آپ وحشی کی کمین گاہ کی طرف بڑھنے کی بجائے لڑکھڑا کر گر گئے ۔ حضرت حمزہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور روح قفسِ عنصری سے عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ وحشی اس انتظار میں تھا کہ لوگ کب ہٹیں ۔ جب لوگ ہٹ گئے تو اس نے حضرت حمزہ کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ باہر نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا کلیجہ ہے۔ ہندہ نے حضرت حمزہ کا کلیجہ منہ میں ڈال کر دانتوں سے چبایا اور پھر زمین پر پھینک دیا اور وحشی سے کہا مجھے وہاں لے چل جہاں تو نے حمزہ کو شہید کیا ہے۔ چنانچہ وحشی اسے حضرت حمزہ کی قتل گاہ میں لے گیا۔ تو ہندہ نے چھری نکال کر آپ کے کان، ناک اور دیگر اعضا کاٹ لئے اور ان کا ہار پرو کر گلے میں ڈال لیا۔ جب نبی کریم ﷺ نے آپ کی لاش کو کٹا پھٹا اور مُثلہ کیا ہوا دیکھا تو آپ شدید غم زدہ ہو گئے اور آپ کی چشمانِ مقدّس سے اشکوں کی برسات ہونے لگی حضرت صفیہؓ جو کہ حضرت حمزہ کی ہمشیرہ تھی وہ بھی حضرت سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا کو ساتھ لے کر اُحد میں حاظر ہو گئیں۔ پہلے تو لاشِ حمزہ سے ان کو روک دیا گیا۔ تا کہ وہ حضرت حمزہ کی لاش کو نہ دیکھ سکیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کۓ علم ہوا کہ ان کو حضرت حمزہ کی اس

دردناک شہادت کی خبر ہوگئی ہے تو اجازت دے دی گئی۔ بس پھر کیا تھا۔ اہل درد ہی جانتے ہیں سرکار کے آنسوؤں میں حضرت صفیہؓ اور سیدہ زہراؑ بھی شریک ہوگئیں۔

بنتِ رسول، سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کیلئے جایا کرتیں اور قبر کو درست کرتیں اور حضرت سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کی قبر مبارک پر علامت کے طور پر ایک پتھر بھی نصب کیا۔ چنانچہ مولائے کائنات حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔

اِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرِ عَمِّهَا حَمْزَةُ كُلُّ جُمُعَةِ فَتَصَلّٰى وَ تَبْكِىْ عِنْدَهُ[1]

حضرتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہر جمعہ کو اپنے چچا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کیا کرتیں۔ وہاں نماز ادا فرماتیں اور گریہ کرتیں۔[1]

---

[1] المصنف جلد ۳، ص ۵۷۰

ولادتِ امام حسنؑ:

حضرت امام حسنؑ ۱۵ رمضان المبارک ۳ ھ کو اس دنیا پر تشریف لائے۔ سید عالم ﷺ نے آپ کے دائیں کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق آپ کا نام حضرت ہارونؑ کے بیٹے کی نسبت سے ''شبّر'' رکھا۔ جو کہ عبرانی یا سریانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں شبر کا معنیٰ ''حسن'' بنتا ہے مولا کائنات حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں۔

اَلْحَسَنُ اَشْبَہُ رَسُولِ اللّٰہِ مَابَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّاس[1]

حسنؑ سینے اور سر کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ تھے۔ شہزادہ بتول کی عمر جب سات روز ہوئی تو سرکار دو عالم نے آپ کے سر کے بال اُتروائے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ اور دُنبہ ذبح فرما کر عقیقہ کیا۔

---

[1] جامع ترمذی باب الفضائل

ولادتِ امام حسینؑ:

۵ شعبان ۴ھ کو امام حسینؑ اس دنیا پر تشریف لائے چنانچہ حضرت اُمُّ الفضلؓ جو کہ حضرت عباسؓ کی زوجہ تھیں اور نبی مکرم ﷺ کی رشتہ میں چچی ہیں وہ فرماتی ہیں۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی رَأَيْتُ حُلْماً مُّنْكَرًا للَّيْلَةَ.... قَالَ مَا هُوَ.... قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ.... قَالَ وَمَا هُوَ.... قَالَتْ رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِ كَ.... قُطِعَتْ وَوُ ضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَأَيْتِ خَيْرًا.... تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلاماً يَّكُوْنُ فِیْ حِجْرِكِ فَوَالَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنُ [1]

یا رسول اللہ میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے !....سرکار نے فرمایا کیا دیکھا؟.... میں نے عرض کیا!.... حضور بہت خطرناک ہے!....آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آ گرا ہے۔رسول اللہ نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔انشاء اللہ فاطمہ کے گھر بچہ پیدا ہوگا وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا چنانچہ جنابِ فاطمہؑ نے حسینؑ کو جنم دیا

---

[1] مشکوٰۃ شریف بابِ فضائل اہل بیت

اور وہ میری گود میں رہے۔

مولا کائنات حیدر کرار فرماتے ہیں:

اَلْحُسَیْنُ اَشْبَهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ کہ حسین سینے سے پاؤں تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔[1]

امام الانبیا ﷺ نے حسین کے دائیں کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔اور گھٹی کے طور پر اپنی زبان مقدس نواسے کے مُنہ میں ڈال دی۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق اس نواسے کا نام حضرت ہارونؑ کے دوسرے بیٹے کی نسبت سے ''شبیر'' رکھا جو کہ عربی میں حسینؑ بنتا ہے۔ چنانچہ رسولِ کائنات نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو ولادت کے ساتویں روز ارشاد فرمایا۔ کہ بال اُترواؤ اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی تصدّق کرو پھر ایک دُنبہ ذبح کرا کے عقیقہ کیا گیا۔

آمد ثانیٔ زہراؑ:

چمنستانِ زہراؑ میں ہجرت کے پانچویں یا چھٹے سال نائبۃ الزہرا

---

[1] جامع ترمذی باب الفضائل

.........زینتِ حیدر.........ہمشیرِ شبیر و شبر.........تصویرِ خدیجۃ الکبریٰ.........عکسِ ہیبتِ علی المرتضیٰ.........حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اس دنیا میں تشریف لائیں اس دن سرکار امام الانبیاء ﷺ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ جب سفر سے واپس تشریف لائے تو حسب عادت شریف سب سے پہلے اپنی لختِ جگر جناب زہراؑ کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ بیٹی کی گود میں ایک معصوم سی لیٹی ہوئی ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا! فاطمہؑ اس کو میری گود میں لاؤ پس آپ نے کھجور کو اپنے منہ میں چبا کر اس کا لساب دہن حضرت سیّدہ زینبؑ کے منہ میں ڈال دیا اور بچی کو غور سے دیکھ کر ارشاد فرمایا! فاطمہ اس کی شکل اپنی نانی خدیجۃ الکبریٰ سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ اور اسکے چہرے پر علی کا رُعب ہے لہٰذا اس کا نام ''زینب'' ہے۔ لفظ زینب مخفف ہے ''زین...اب'' کا، اور اس کا معنی ہے۔ ''اپنے باپ کی زینت''

چھ ہجری کے بعد خانۂ زہرا میں سیدہ اُم کلثومؑ اور حضرت سیدنا محسنؑ اِس دنیا میں تشریف لائے۔

استقبالِ زہراؑ:

کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مصطفیٰ اُن کا

خدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہرا کی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَتْ فَاطِمَةُ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا وَقَامَ اِلَيْهَا فَاخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِىْ مَجْلِسِهٖ

جب حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ اُن کیلئے کھڑے ہو جاتے اور اُنکا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور پھر اپنی جگہ پر بٹھاتے۔[1]

میرے ماں باپ تجھ پر قربان:

صحابہ کرامؓ جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو یوں اپنے جذبہ محبت کا اظہار کرتے

فِدَاکَ اَبِىْ وَاُمِّىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ [2]

---

[1] المستدرک ج ۳ ص ۱۶۱ [2] اخرجہ الترمذی رقم ۳۸۷۴

یارسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان لیکن حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ سے فرماتے فِدَاکِ اَبِیُ وَاُمِّی اے فاطمہ تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

سب سے زیادہ محبت:

حضرت جمیع بن عمیر تیمیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا۔

قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا

فرمایا: فاطمہ۔۔۔عرض کیا گیا مردوں میں سب سے زیادہ کون محبوب تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا فاطمہؓ کا شوہر یعنی علی ابن ابی طالبؓ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جہاں تک میں جانتی ہوں وہ یعنی علی بہت زیادہ روزہ رکھنے والے اور راتوں کو عبادت کیلئے بہت قیام کرنے والے تھے۔[1]

---

[1] اخرجہ الترمذی رقم ۳۸۷۴

شبیہہ رسولؐ:

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

مَارَأَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سَمْتاً وَدَلّاً وَهَدْياً بِرَسُولِ اللّٰهِ فِي قِيَامِهَا وَقُعُوْدِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ [1]

میں نے فاطمہؑ سے بڑھ کر کسی کو عادات واطوار، سیرت وکردار اور بیٹھنے اور اُٹھنے میں نہیں دیکھا۔

سب سے پہلے سب سے آخر:

عَنْ ثَوبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا سَافَرَ كَانَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِاِنْسَانٍ مِنْ اَهْلِهٖ فَاطِمَةَ وَ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا اِذَا قَدِمَ فَاطِمَةَ. [2]

نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت ثوبانؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل سے سب سے آخر میں جس ہستی سے گفتگو فرماتے وہ حضرت فاطمہ ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے

---

[1] سنن ابی داؤد ج ۴ ص ۳۵۵ [2] مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۷۵

پہلے جس ہستی کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوتیں۔

زریّتِ فاطمہؑ پر جہنم حرام ہے:

عَنِ ابُنِ مَسُعُودُ قَالَ: قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ اِنَّ فَاطِمَۃَ اَحُصَنَتُ فَرُجَھَا فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذُرِّیَتِھَا عَلَی النَّارِ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک فاطمہؑ نے اپنی عصمت کی حفاظت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کی اولاد کو آگ پر حرام کر دیا۔

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے:

نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا فَاطِمَۃُ بَضُعَۃٌ مِنِّیُ یُؤ ذِیُنِیُ مَا آذَاھَا [2]

بے شک فاطمہ میری جان کا حصہ ہے اس کو اذیت دینے والی چیز مجھے اذیت دیتی ہے۔

---

[1] اخرجہ امام حاکم نیشاپوری ج ۳ ص ۱۶۵ [2] صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۹۰۳

امام عبدالرحمٰن سہیلیؒ کا استدلال:

مندرجہ بالا حدیث سے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا نبی کریم ﷺ کے جسم کا حصہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ اَلْبَضْعَۃُ قِطْعَۃُ اللَّحمِهِ بَضْعَۃُ سے مراد گوشت کا ٹکرا ہے۔

وَاسْتَدَّلَ بِهِ السُّهَيْلِیُ عَلٰی اَنَّ سَبَّهَا كُفْرٌ

امام سہیلیؒ نے استدلال کیا ہے کہ سیدہ خاتون جنت نبی کریم ﷺ کے جسم کا حصہ ہیں اس لئے آپ کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔[1]

امام سبکیؒ کا استدلال:

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نقل کرتے ہیں

کہ میگوئید کو پیغمبر خدا ﷺ قَالَ فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِنِّی فاطمہ پارۂ من است وسبکی استدلال کردہ است بایں کہ ہر کہ دشنام کرد فاطمہ را کافر شود[2]

کہ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث فاطمۃ بضعۃ منی سے ثابت ہوا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا پارہ مصطفیٰ ہیں اور امام تاج الدین سبکیؒ نے اس

---

[1] مواہب لدینہ ۴۳۶ [2] اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوۃ ج ۴ ص ۶۸۵

حدیث سے استدلال کیا ہے کہ گستاخِ فاطمہؑ کافر ہے۔

صداقتِ زہراؑ:

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں !

مَارَاَیۡتُ اَحَدًا قَطُّ اَصۡدَقُ مِنۡ فَاطِمَۃَ غَیۡرَ اَبِیۡھَا [1]

سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بابا جان کے سوا میں نے سیّدہ فاطمہؑ سے زیادہ سچا کائنات میں کوئی نہیں دیکھا۔

ابتداء بھی فاطمہؑ انتہا بھی:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔

کَانَ اِذَا سَافَرَ کَانَ اٰخِرُ النَّاسِ عَھۡدًا بِہٖ فَاطِمَۃَ وَاِذَا قَدِمَ مِنۡ سَفَرٍ کَانَ اَوَّلُ النَّاسَ بِہٖ عَھۡدًا فَاطِمَۃَ [2]

نبی کریم ﷺ جب سفر کرتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ الزہرا سے بات کرتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے

---

[1] حلیۃ الاولیاء ج۲ ص۴۱، ۴۲ [2] المستدرک ج۳ ص۱۶۹

حضرت فاطمہ الزہرا سے گفتگو فرماتے

ایثارِ فاطمہ:

عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ بنی سلیم میں سے ایک شخص نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کی تو حضرت عمر فاروق نے اس گستاخ کو سبق سکھانا چاہا تو نبی کریم ﷺ نے روک دیا اور اُس شخص سے فرمایا تو آخرت کے عذاب سے ڈر اور دوزخ سے خوف کھا، بتوں کی پوجا چھوڑ دے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کر، میں جادوگر نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول ہوں۔ آپ کے اخلاقِ کریمانہ سے متاثر ہوکر وہ مسلمان ہوگیا اب سرکارِ مدینہ نے فرمایا تمہارے پاس کتنا مال ہے اس نے عرض کی یارسول اللہ خدا کی قسم بنوسلیم میں چار ہزار آدمی ہیں لیکن مجھ سے زیادہ اس قبیلے میں کوئی غریب و مسکین نہیں آپ نے صحابہ کرام کی طرف دیکھا اور فرمایا تم میں سے کوئی ہے جو اِسے ایک اُونٹ خرید کردے حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کیا میرے پاس ایک اُونٹنی ہے وہ میں اِس کو دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کون ہے جو اِس کا سر ڈھانپ دے تو مولا علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا عمامہ اُتار کر اس کے سر پر رکھ دیا پھر

سرکار ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس کے کھانے کا انتظام کرے حضرت سلمان فارسیؓ اُٹھے اور چند مکانوں پر گئے لیکن کچھ نہ ملا۔

درِ بتولؑ پہ صدا:

حضرت سلمان فارسیؓ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی چوکھٹ پر حاضر ہوئے دستک دی، سیدہ پاک نے پوچھا کون ہے۔۔۔عرض کی سلمان ہوں۔۔۔فرمایا کیسے آئے ہو۔ حضرت سلمان نے سارا ماجرا سنایا یہ سُن کر شہزادیٔ رسول آبدیدہ ہوگئیں اور فرمایا اے سلمان اُس خدا کی قسم جس نے میرے باپ کو رسول بنا کر بھیجا آج تیسرا دن ہے گھر میں سب فاقہ سے ہیں۔ مگر تم دروازے پر آگئے ہو خالی کیسے لوٹاؤں جاؤ یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس جا کر کہو فاطمہؑ بنت محمدؐ کی چادر رکھ لو اور قرض دے دو۔

چادرِ زہراؑ کا اثر:

حضرت سلمانؓ اس چادر کو لے کر شمعون کے پاس گئے شمعون نے

جب ردائے زہرا کو دیکھا تو اُس پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور کہنے لگا اے سلمان خدا کی قسم یہ وہی مقدّس لوگ ہیں جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر موسیٰ کو تورات میں دی ہے میں صدقِ دل سے حضرت فاطمہ کے باپ محمدؐ پر ایمان لاتا ہوں یہ کہہ کر وہ مسلمان ہوگیا اور حضرت سلمان کو جَو دیے اور بڑے احترام کے ساتھ وہ چادر واپس کردی۔

بنتِ رسولؑ نے دعا دی:

سیدہ زہرا خاتونِ جنت نے شمعون کو دعا دی اور جو پیس کر کھانا تیار کر کے سلمانؓ کو دیا سلمانؓ نے عرض کیا اے بنتِ رسول ﷺ اس میں سے کچھ گھر کیلئے رکھ لیں فرمایا خدا کی راہ میں دینے کی نیت سے منگوایا تھا لینے کی نیت سے نہیں سلمان فارسیؓ کھانا لے کر بارگاہِ رسالت میں پہنچے اور تمام واقعہ سنایا۔ [1]

---

[1] نزھۃ المجالس

سلیمانؑ پیغمبر کی بیٹی :

ایک دن محفل میں نبی کریم ﷺ نے حضرت سلیمان پیغمبرؑ کی بیٹی کے جہیز کا ذکر فرمایا کہ بنتِ سلیمان کے جہیز میں بے شمار سامان تھا اور حضرت سلیمانؑ نے اپنے داماد کیلئے ایک قیمتی بیش بہا تاج بنوایا اس تاج میں سات سو موتی جڑے ہوتے تھے اور جو نعلین اپنی بیٹی کو شادی کے موقع پر دیے اس میں سات بیش قیمت لعل لگائے تھے اس محفل میں مولا علیؑ بھی موجود تھے یہ واقعہ سُن کر مولائے کائنات علی ابن ابی طالب نے بنت رسول ﷺ سیدہ فاطمہؑ کو سنایا سیدہ کائنات نے جب یہ واقعہ سُنا تو دل میں خیال آیا کہ ہوسکتا ہے علی نے مجھ سے یہ واقعہ اس لئے بیان فرمایا کہ بنت سلیمان کیلئے اتنا بڑا جہیز اور بنت مصطفیٰ کریم کیلئے اتنا مختصر جہیز۔

مولا علیؑ کا خواب:

اُسی رات مولا علی نے خواب میں دیکھا کہ جنت الفردوس میں سیدہ فاطمہ جواہر سے مرصّع تخت پر نہایت عزت و احترام سے تشریف فرما ہیں اور جنت کی حوریں آپ کے سامنے بصد ادب و احترام دست بستہ کھڑی

ہیں اُن میں ایک حسین وجمیل لڑکی جس کا حُسن و جمال حوروں کے حُسن و جمال پر غالب ہے ہاتھوں میں دو طشت موتیوں اور جواہرات سے بھرے ہوئے کھڑی ہیں اور اس لڑکی کی نگاہیں شوق سے بار بار سیدہ فاطمۃ الزہرا کی طرف اُٹھ رہی ہیں کہ شاید شہزادیٔ کونین ایک بار نگاہیں میری طرف اٹھائیں۔

مولا علیؑ کا استفسار:

مولا علی نے سیدہ فاطمۃ الزہرا سے پوچھا یہ لڑکی کون ہے فرمایا یہ حضرت سلیمانؑ پیغمبر کی بیٹی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے میری خدمت کرنے پر مامور کیا ہے جب حضرت علی بیدار ہوئے تو آپ نے سجدہ شکر ادا فرمایا۔[1]

سیدہ شادی کی تقریب میں:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں یہودی عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ فلاں دن ہمارے گھر میں شادی کی تقریب ہے اور

---

[1] معارج النبوۃ مقدمہ ص ۱۲۰

ہماری خواہش ہے کہ ہماری اِس تقریب میں آپ کی بیٹی شرکت کریں نبی کریم ﷺ نے اُن کی درخواست کو قبول فرمایا اور ارادہ فرمالیا کہ ہم اپنی بیٹی کو ضرور بھیجیں گے نبی کریم ﷺ اپنی پیاری لختِ جگر کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹی تمہیں یہودیوں کی تقریب میں شرکت کرنی ہے۔

دعوت کا مقصد:

یہودی لڑکیوں کی دعوت کا مقصد تھا کہ جب فاطمہ ہماری تقریب میں آئیں گی تو اُن کے لباس پر کئی پیوند ہوں گے اور ہم محفل میں اُن کا مذاق اور تمسخر اُڑائیں گی کہ یہ مسلمانوں کے رسولؐ کی بیٹی ہے۔

ادھر جناب سیدہ فاطمہؓ کے دل میں خیال آیا کہ یہ دعوت میرا مذاق اُڑانے کے لیے ہے ادھر اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس سے نہایت خوبصورت لباس جبرئیلؑ کے ذریعے سے اپنے پیارے محبوب کی خدمت میں بھیج دیا جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ لباس آپ کی بیٹی کے لیے ہے۔

شہزادیٔ کونین کی آمد:

چنانچہ سیدہ بتولؓ جب جنتی لباس پہن کر اِس تقریب میں گئیں۔تو یہودی عورتوں کے رنگ اُڑ گئے اور وہ اُنگشت بدنداں ہو گئیں اُن کو اپنے زرق برق لباس بھول گئے سیدہ کائنات توجہ کا مرکز بن گئیں۔ یہودی عورتیں مرعوب ہو کر کہنے لگیں کہ آپ نے یہ لباس کہاں سے لیا ہے آپ نے فرمایا اپنے بابا جان سے انہوں نے کہا کہ آپ کے بابا جان نے کہاں سے لیا ہے آپ نے فرمایا جبرئیل سے انہوں نے کہا جبرئیل نے کہاں سے لیا۔ سیّدہ نے فرمایا جنت سے ۔ یہودی عورتیں کہنے لگیں بیشک آپ سچ فرماتی ہیں پھر سب کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئیں اور بعض کے شوہر بھی مسلمان ہو گئے اور بعض نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اپنے شوہروں سے طلاق لے لی۔[1]

دعوت اور کرامت:

جامع المعجزات ص ۶۵ پر تحریر ہے کہ ایک دفعہ حضرت عثمان غنیؓ

---

[1] نزھۃ المجالس جلد ۲، ص ۲۲۶

نے امام الانبیاء ﷺ کی دعوت کی۔ جب نبی کریم اپنے گھر سے تشریف لے جانے لگے تو حضرت عثمانؓ سرکار ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور سرکار ﷺ کے قدم گننے لگے جب گھر پہنچے تو حضرت عثمان غنیؓ نے ایک ایک قدم کے بدلے ایک ایک غلام کو آزاد کیا۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس دعوت میں شامل تھے اس شاندار دعوت سے جب حضرت علی اپنے گھر تشریف لائے تو سیدہ کائنات کی خدمت میں اس شاندار دعوت کا سارا واقعہ سنایا۔

ہم بھی دعوت کریں گے:

سیّدہ نے فرمایا لگتا ہے علیؑ تم بھی چاہتے ہو کہ ہم بھی سرکار کی دعوت فرمائیں۔ لیکن فقر اور فاقہ کی وجہ سے خواہش کو زبان پر نہیں لا رہے حضرت علیؑ نے فرمایا' بنتِ رسول آپ نے صحیح فرمایا' سیدہ کائنات نے فرمایا۔ ٹھیک ہے ہم بھی دعوت کریں گے آپ جائیں اور مع اُن کے اصحاب کے دعوت دے آئیں۔ مولائے کائنات تشریف لے گئے۔

مخدومۂ کونینؑ کے ہاتھ اٹھے:

اِدھر مخدومہ کونینؑ اپنے ہاتھوں کو مالک کائنات کی بارگاہِ اقدس میں بلند کیا اور عرض کی اے میرے رب تیری بندی فاطمہؑ نے تیرے محبوب کی دعوت کی ہے اور میرا صرف تجھ پر توکّل اور بھروسہ ہے یا اللہ غیب سے امداد فرما۔ دعا کے بعد ہانڈیوں کو چولہوں پر چڑھا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور ساری ہانڈیاں کھانوں سے بھر گئیں سیدہ کائنات نے کھانا نکالنا شروع کر دیا۔ سرکارِ مدینہؐ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے دستر خواں بچھا، کھانا لگ گیا۔ صحابہ کرام اتنا خُوشبو دار اور ذائقوں سے بھرپور کھانا کھا کر حیران ہو گئے۔

اُمت کے گنہگار جہنم سے آزاد:

سرکار نے پوچھا حیران کیوں ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اتنا لذیذ کھانا ہم نے کبھی نہیں کھایا سرکارؐ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے اصحاب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے جنت سے فاطمہؑ کے لیے

بھیجا ہے سیدہ کائنات نے رب کے حضور التجا کی اے میرے رب عثمانؓ نے ایک قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا تھا میں چاہتی ہوں کہ آج جتنے لوگ میرے گھر چل کر آئے ہیں ان کے قدموں کے بدلے میرے بابا کے اُمتیوں کو جہنم سے آزاد فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو اپنے محبوب کی بارگاہ میں بھیجا، جبرئیل نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آپکی بیٹی کی دعا کو قبول فرمایا ہے کہ آج تمام مہمانوں کے ایک ایک قدم کے بدلہ میں آپ کی امت کے ایک ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرمادیا ہے۔

فرشتے چکی پیستے ہیں:

سیدہ کائنات بالعموم فجر کے بعد چکی پیستے وقت قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتیں۔ بعض اوقات آپ کو رات کے کھانے کے لیے بھی چکی چلانی پڑتی۔ چنانچہ روایت میں ہے کہا کہ آپ کو چکی چلاتے چلاتے نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے چکی چھوڑ دی اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئیں آپ نماز پڑھنے لگیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا! میرے محبوب کی شہزادی کے گھر جاؤ اور نہایت احترام سے وہاں چکی چلانا شروع کردو۔

چنانچہ سیدہ پاک نماز ادا کرتی رہیں۔ادھر چکی خود بخود چلتی رہی۔[1]

بیاں کیا شان ہو بنت نبی کی تجھ سے اے صائم
تھے چکی پیستے حور ملک رضوان زہرا کی

جبرئیلؑ درزی بن کر آتا ہے:

بے اجازت جن کے گھر میں جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں عزت و شان اہل بیت

عید کا دن تھا سیّدہ کائناتؓ نماز فجر سے فارغ ہو چکی تھیں۔چکی پیس رہی تھیں حسنین کریمینؑ باہر کھیل رہے تھے گھر آئے اور اپنی ماں کے پاس لیٹ گئے اور کہنے لگے اماں جان تمہیں معلوم نہیں آج عید کا دن ہے۔قریش کے بچے آج اچھے اچھے کپڑے پہنیں گے خوشبو لگائیں گے اُونٹوں پر سوار ہوں گے، اماں ہمارے کپڑے کہاں ہیں۔ماں بے قرار ہو گئی خیال آیا کہ گھر میں تو کپڑے موجود نہیں بچوں کا دل کس سے بہلاؤں، فرمایا: تم پریشان نہ ہو میں آٹا پیس لوں اس کے بعد تمہیں نئ

---

[1] کرامات اہل بیت

پوشاک پہناتی ہوں لیکن بچے برابر ضد کرتے رہے۔ مجبوراً چکی بند کی فرمایا اچھا جاؤ۔۔۔۔اور خوب نہاؤ تمہارے کپڑے درزی لے کر آتا ہے۔ بچے خوش ہو گئے۔

دعا کے لیے ہاتھ بلند:

سیدہ کائنات نے مصلّہ بچھایا اور آنسوؤں کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو بلند کیا۔ اور عرض کیا اے میرے پروردگار میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے۔ اب تیرے سوا کون ہے جو تیرے محبوب کے نواسوں کو تسکین دے اور میرے قول کو پورا کرے تیری ذات شہنشاہ ہے۔

تیرے دریائے فیض و کرم سے بے شمار تشنہ لب سیراب ہوتے ہیں آج حسنینؑ مجھ سے کپڑے مانگ رہے ہیں اور میرا حال یہ ہے کہ مجھے پیوند لگے بھی میسر نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ ان کا دل ٹوٹ جائے کہیں قریش کے بچے اِن پر انگلیاں نہ اُٹھائیں میں نے اپنی راحت کے لیے تیری بارگاہ میں سوال نہیں کیا صرف حسنینؑ کے لئے دروازہ کھٹکھٹاتی ہوں۔ میرا سوال پورا کر۔[1]

---

[1] ماخوذ از سیرۃ دفاطمہ ص ۱۴۷

دعا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ رحمتِ خداوندی جوش میں آئی جبرئیل کو حکم ہوا میرے پیارے محبوب کی بیٹی کے درزی بن کر جاؤ اور فوراً شہزادوں کے لیے جنت سے دو جوڑے لے کر فاطمہ کے دروازے پر پہنچو۔!

بنتِ رسولؐ میدانِ محشر میں:

سیدۃ النساء العٰلمین حضرت فاطمۃ الزہراؑ میدانِ محشر میں اِس شان سے آئیں گی کہ کسی بھی شخص کو اُن کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہوگی آپ کے دائیں شانہ مبارک پر امام حسنؑ کا خرقہ زہر آلود اور بائیں شانہ مبارک پر امام حسینؑ کا خون میں ڈوبا ہوا پیراہن ہوگا۔ اور مولا علیؑ کی خون میں ڈوبی ہوئی دستار مبارک آپ کے ہاتھ میں ہوگی اور آپ عرشِ الٰہی کی طرف رُخ کر کے اس درد کے ساتھ فریاد کریں گی کہ ملائکہ تڑپ کر نالہ وفغاں کرنے لگیں گے انبیاء کرام اپنی کرسیاں چھوڑ کر کھڑے ہوجائیں گے جنت کی حوریں رونا شروع کردیں گی سیدہ فاطمۃ الزہرا عرش کے پائے پر ہاتھ مار کر عرض کریں گی الٰہی میری دادرسی فرما اور

میری فریاد کو پہنچ حضرت جبرئیل روتے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے سیدہ فاطمہؑ خرقہ زہر آلودہ اور جامہ خون آلودہ لے کر عرش کے نیچے تشریف لے آئی ہیں عنقریب دریائے قہر خداوندی موجزن ہو جائے گا اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو عظیم خطرہ ہے۔

سرکارؐ منبر سے اُتر آئیں گے:

حضور سید عالم ﷺ منبر سے اُتر کر عرش کے نیچے تشریف لے آئیں گے فرمائیں گے اے فاطمہؑ اے میری آنکھوں کی روشنی میری پسندیدہ اور پیاری بیٹی آج کا دن لوگوں کی فریاد کو پہنچنے کا دن ہے نہ کہ فریاد کرنے کا اور یہ دن نوازنے کا دن ہے نہ کہ پگھلا دینے کا، یہ دن برداشت کرنے کا دن ہے نہ کہ بھول جانے کا" میں مظلوموں کی شفاعت کرتا ہوں تو ظالموں کی شفاعت کر" سیدہ فاطمۃ الزہراؑ عرض کریں گی بابا جان کیا کروں جب میں حسینؑ کا خون آلود پیراہن دیکھتی ہوں تو میرا جگر جل جاتا ہے جب میں حسنؑ کی زہر آلودہ عبا دیکھتی ہوں تو میرا دل کباب ہو جاتا ہے سید عالم ﷺ فرمائیں گے اے جان پدر

حسینؑ کے خون میں ڈوبی ہوئی قبا اُٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کر بار الٰہ حسینؑ کے ناحق بہائے گئے خون کے صدقے پر اُس شخص کی مغفرت فرمادے جو میرے بیٹوں سے محبت رکھتا ہے اور اُسنے اپنے دل کی کھیتی میں اِنکی دوستی کی فصل کاشت کر رکھی ہے اور وہ اُن کے ساتھ ہونے والے واقعات سے غمزدہ ہے اور اِن کی مصیبت میں رویا ہے اُس کے گناہ بخش دے۔اے پدر جان آؤ میزان کے پاس چلیں جہاں ہزاروں فقیر و مفلس اور بے کس گنہگار اپنے دلوں کو ہمارے ساتھ باندھے ہوئے ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں وہاں چلیں تو خون آلود قبا ہاتھوں میں اُٹھالے، میں خاک آلود زلفیں ہتھیلی پر رکھ لیتا ہوں تُو اپنے دل سے فریاد کر اور میں مضروب دانتوں کے ساتھ شفاعت کروں یہاں تک کہ خدائے ارحم الراحمین میری اُمت کے بے کسوں اور گنہگاروں پر رحمت کرے۔[1]

اَفضلیتِ فاطمہؑ:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں!

---

[1] ماخوذ از روضۃ الشہداء

قَالَتْ مَارَاَیْتُ اَفْضَلُ مِنْ فَاطِمَةَ غَیْرِ اَبِیْھَا [1]

''حضرت عائشہؓ نے فرمایا! میں نے سیّدہ فاطمہؓ سے افضل اُن کے بابا جان کے علاوہ کسی شخص کو نہیں پایا''۔

امام علیم الدینؒ کا قول:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل ایمان (ص ۵) پر تحریر فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں لکھا۔

اذامام علیم الدین عراقی نقل کردہ است کہ فاطمة و برادر اُوابراھیم اتفاق افضل اند از خلفاء اربعه

کہ امام علیم الدین عراقی فرماتے ہیں کہ فاطمہؓ اور اُن کے بھائی خلفائے راشدین سے متفقہ طور پر افضل ہیں۔

امام مالک کا فتویٰ:

امام جلال الدین سیوطی نے حضرت امام مالک کا در بابِ افضلیت

---

[1] مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۰۱

یوں قول نقل فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا!

لَا اُفَضِّلُ عَلٰی بِضْعَةِ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَحَدًا [1]

میں نبی ﷺ کے جگر گوشہ پر کسی کی فضیلت تسلیم نہیں کرتا۔

امام سبکیؒ کا مذہب

امام تقی الدین سبکیؒ سے جب سوال کیا گیا کہ امام الانبیاء ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا مختار مذہب جس کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ اَفْضَلُ

کہ بے شک حضرت فاطمہؑ بنتِ محمدؐ سب سے افضل ہیں۔

محقّقین کی تصریح:

محدّثِ جلیل امام جلال الدین سیوطی امام، بدرالدین زرکشیؒ، امام تقی

---

[1] الخصائص الصغریٰ ۵۷

الدین مقریزیؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ سید محمود آلوسی، جیسے جلیل القدر محققین نے افضلیت کے باب میں یوں تصریح فرمائی!

فَاَ فُضَلِّیُتُهَا عَلٰی سَائِرِ النِّسَاءِ حَتّٰی السَّیِّدَۃَ مَرْیَمْ [1]۔

کہ حضرت فاطمہؓ جہاں کی تمام خواتین یہاں تک کہ حضرت سیّدہ مریمؑ سے بھی افضل ہیں۔

امام ابن ابی داؤدؒ کا قول:

اور یہی سوال حضرت ابن ابی داودؒ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ لہٰذا!

لَاَ عْدِلُ بِبِضْعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحَدًا

میں کسی کو رسول اللہ ﷺ کے ٹکڑے کے برابر نہیں سمجھتا۔

---

[1] الشرف المؤبد لآل محمد ص ۲۱۰

سَلف وخَلف کا اِجماع:

امام یوسف بن اسماعیل نبھانیؒ فرماتے ہیں!

کہ سلف اور خلف کا اس بات پر اجماع ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ٹکڑے کے برابر کوئی بھی نہیں ہے۔

جَمَعَ مِنَ السَّلْفِ وَ الْخَلْفِ لَا نَعِدْلُ بِبِضْعَةِ الْمُصْطَفٰی اَحَدًا۔

جنت چمک اُٹھی:

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اہل جنت فردوس کے باغات میں ہوں گے کہ اُن میں ایک نور بلند ہوگا اور اہل جنت سمجھیں گے کہ سورج طلوع ہوگیا ہے۔

پھر وہ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا تو ارشاد ہے کہ جنت میں سورج نہیں ہوگا اس وقت رضوان فرشتہ کہے گا کہ یہ سورج نہیں

هَذِهٖ فَاطِمَةُ وَ عَلِیٌّ ضَحِكَا

یہ تو فاطمہؓ اور علیؑ مسکرائے ہیں۔

اِن کی مسکراہٹ سے جنت کے باغات چمک اٹھے ہیں۔[1]

فاطمہ شامیہ سے ملاقات:

ایک مرتبہ فاطمہ شامیہ سیدہ کائنات کو ملنے کی غرض سے مدینہ آئیں فاطمہ شامیہ توریت زبور اور انجیل کی عالمہ تھیں اور علومِ نجوم بھی میں بھی ماہر تھیں۔ ملکِ شام میں بھی اُن کا شمار امیر ترین لوگوں میں تھا یہ وہی نام فاطمہ شامیہ ہے۔ جس نے حضرت عبداللہؓ کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ کو دیکھ کر نکاح کی درخواست کی تھی لیکن یہ شرف کاتبِ تقدیر نے آمنہ کے مقدر میں لکھا تھا۔ حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے ہوگئی تو نورِ نبوت حضرت آمنہ میں منتقل ہوگیا اُس کے بعد جب دوبارہ حضرت عبداللہ کا سامنا فاطمہ شامیہ سے ہوا تو نکاح کا اظہار کیا فاطمہ شامیہ نے جواب دیا کہ جس نور کے اشتیاق میں میں نے اتنا لمبا سفر طے کیا تھا۔ وہ جس کی تقدیر میں تھا وہ اُدھر چلا گیا۔ اب مجھے ضرورت نہیں۔

---

[1] نزہۃ المجالس ج۲، ص ۲۲۸

سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی سخاوت:

فاطمہ شامیہ نہایت قیمتی تحائف زیورات جواہرات، میوے، کپڑے اور کھانے کی چیزیں ساتھ لائیں شہزادیِ رسول ﷺ نے نہایت ہی پُر تپاک طریقے سے استقبال کیا۔ فاطمہ شامیہ نے وہ سارے تحائف و زیورات آپ کی خدمت میں نذر کیے سیدہ فاطمہؓ نے اُن سے اجازت لے کر وہ سارے کے سارے اسلام کی خدمت کے لیے پیش کر دیئے۔ اور کھانے پینے کی چیزیں مسلمانوں میں تقسیم کروا دیں فاطمہ شامیہ نے جب مخدومہ کائناتؓ کا یہ ایثار ملاحظہ کیا تو عش عش کرنے لگیں۔ آپ کو سینے سے لگایا پھر جب تک فاطمہ شامیہ زندہ رہیں وہ سیّدہ پاکؑ کی تعریف میں رطب اللسان رہیں۔[1]

فاطمہؑ۔۔مریمؑ:

قلندرِ لاہور حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں!

---

[1] سیرۃ فاطمہ ص ۱۲۵۔۱۲۶

مریم از یک نسبتے عیسیٰ عزیز

از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

حضرت مریم صرف ایک نسبت سے عزیز ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ ہیں مگر سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو تین نسبتوں سے شرف و فضل حاصل ہے۔

پہلی نسبت

دختر آں رحمۃ للعلمین

آں امام اولین و آخرین

سیدہ فاطمہ الزہرا کو پہلا شرف یہ حاصل ہے کہ وہ رحمۃ للعلمین کی نور چشم ہیں جو اولین و آخرین کے امام ہیں۔

دوسری نسبت

بانوئے آں تاجدار ھل اتٰی

مرتضیٰ ، مشکل کشا ، شیر خدا

سیدہ فاطمہ کا دوسرا شرف یہ ہے کہ اُن کو ایسی ہستی کی زوجیت حاصل ہے جو قرآن میں سورۃ ھل اتیٰ کا تاجدار ہے وہ مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا یعنی مولا علیؑ کی ذاتِ گرامی ہے۔

تیسری نسبت

مادر آں مرکز پُر کار عشق
مادر آں قافلۂ سالارِ عشق

سیدہ فاطمۃ الزہرا کا تیسرا شرف یہ ہے کہ وہ مرکزِ پُر کار عشق اور قافلہ سالار عشق سیّدنا امام حسینؑ کی والدہ گرامی ہیں۔

آں یکے شمع شبستان حرم
حافظ جمعیت خیرُ الامم

اور اُن کی والدہ ہیں جو حرمِ کعبہ کے شبستان کی شمع اور اُمتِ مصطفیٰ کی جمعیت کے محافظ ہیں یعنی سیدنا امام حسنؑ

علامہ اقبال مزید سیّدہ زہراؑ کے حضور یوں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں!

رشتۂ آئینِ حق زنجیر پا است

پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفیٰ است

وگرنہ گردِ تُربتش گردیدہ مے

سجدہ ہا بر خاکِ او پاشیدہ مے

کہ اگر میرے پاؤں میں شریعت کے احکامات کی زنجیر نہ ہوتی اور میرے سامنے جناب مصطفیٰ کا فرمان نہ ہوتا تو میں حضرت فاطمہؑ کی قبر کا طواف کرتا اور اُس مٹی پر سجدہ کرتا جہاں آپ جلوہ گر ہیں۔ مزید فرماتے ہیں:

مزرع تسلیم را حاصل بتول

مادران را اُسوۂ کامل بتول

میدانِ تسلیم و رضا کی پیکر۔ مادرانِ ملت کے لیے کامل نمونہ حضرت زہرا بتول کی ذاتِ گرامی ہے۔

سیّدہ کا تقویٰ:

ایک مرتبہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پوچھا کہ اگر کسی کے پاس چالیس اونٹ ہوں تو اس پر کتنی زکوٰۃ واجب ہے سیّدہ

پاکؑ نے ارشاد فرمایا! اگر میرے پاس ہوں تو چالیس کے چالیس اگر کسی اور کے پاس ہوں تو چالیس میں سے ایک۔

عبادتِ زہراؑ:

سیّدہ عالمین کی عبادت کا عالم یہ تھا کہ آپ کی راتیں شب بیداری میں گزرتیں اور بعض اوقات تو ایک ہی سجدے میں رات گزر جاتی تو فرماتیں اے اللہ! تُو نے راتیں کتنی چھوٹی بنائیں کہ تیری بندی کا تو ایک سجدہ بھی پورا نہیں ہوا۔

قولِ امام حسنؑ:

امام حسن مجتبیٰ فرماتے ہیں والدہ محترمہ مسجد بیت کی محراب میں صبح صادق تک برابر مصروفِ عبادت رہتی تھیں۔ اور میں سنا کرتا کہ مومنین اور مومنات کے لیے بکثرت دعائیں فرماتیں۔ لیکن اپنے حق میں کچھ نہ مانگتیں ایک دن میں نے عرض کیا اماں جان کیا وجہ ہے کہ آپ دوسروں کیلئے تو دعا کرتی ہیں لیکن اپنے لئے کچھ نہیں مانگتیں تو آپ نے فرمایا!

اَوَّلُ الْجَوَارُ ثُمَّ الدَّارُ

بیٹا پہلے۔ جار۔ پھر۔ دار یعنی پہلے ہمسایوں کی سلامتی چاہو۔ پھر اپنے لیے امن و عافیت کی دعا کرو۔[1]

خواجہ حسن بصریؒ کا قول:

حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اِس اُمت میں حضرت فاطمہؑ سے زیادہ کسی نے عبادت نہیں کی۔ راتوں کو نماز میں اتنی دیر کھڑی رہتیں کہ پاؤں متورّم ہو جاتے۔[2]

تسبیحِ فاطمہؑ

شہزادئ کونین ایک مرتبہ اپنے بابا کی خدمت میں حاضر ہوئیں ساتھ مولائے کائنات علی ابن ابی طالب بھی تھے۔ سرکارِ مدینہؐ نے ارشاد فرمایا! بیٹی کس کام سے آئی ہو؟ خود تو خاموش رہیں مولا علیؑ نے ارشاد فرمایا! یارسول اللہ! چکی پیستے پیستے فاطمہؑ کے ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے

---

1. مدراج النبوۃ ج ۲ ص ۵۴۳ 2. سیرۃ فاطمۃ الزہرا ص ۱۷۹

ہیں۔ پانی کی مشق اُٹھاتے اُٹھاتے ہاتھوں پر گھٹے پڑ گئے ہیں۔ آپ کے پاس قیدی آئے ہیں اُن میں سے کوئی ہمیں بھی عنایت فرمائیں۔

نبی کریم نے ارشاد فرمایا! میں کیوں نہ ایسی چیز دوں جو خادم سے بہتر ہے۔ جب تم سونے لگو تو۔ ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

آج بھی ہر مسلمان ہر فرض نماز کے بعد اس تسبیح فاطمہؑ کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے اسی روایت کو با اختلاف الفاظ ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔[1]

فرمانِ امام جعفر صادقؑ :

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو اس تسبیح فاطمہ کے پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں جو اِس کی پابندی کرتا ہے وہ شقی و بد بخت نہیں رہتا۔

---

[1] سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲-۲

اَلصِّدِّیقَۃُ الطَّاھِرَہ

گشتۂ مودۃِ اہل بیت ۔علامہ عبید اللہ امرتسری ''ارجح المطالب''

میں رقمطراز ہیں!

کہ نبی مکرم ،نور مجسم ﷺ نے محبت بھرے لہجے میں علی سے ارشاد فرمایا! اے علی تجھ کو تین باتیں ایسی عطا ہوئیں کہ کسی کو نہیں ملیں اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں۔

(۱) تجھ کو مجھ سا سُسر ملا اور مجھے تجھ سا نہیں ملا

(۲) تجھ کو صدیقہ جیسی میری بیٹی زوجہ ملی مجھ کو ویسی نہیں ملی

(۳) تجھ کو حسنؑ اور حسینؑ جیسے فرزند عطا ہوئے اور مجھ کو اُن جیسے نہیں ملے البتہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

مولائے کائنات نے حضرت فاطمہ کی پوری زندگی کی شہادت اَیَّتُھَا الصِّدِیُقَہ کہہ کر دی۔اور حضرت علیؑ جب حضرت فاطمہؑ کیلئے دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتے تو یوں دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلَی الصِّدِّیقَۃِ الطَّاھِرَۃِ.فَاطِمَۃَ الزَّھُرَاءِ سَیِّدَۃِ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ

اے اللہ سلامتی نازل فرما صدیقہ طاہرہ، فاطمۃ الزہراء سیدۃ النساء العٰلمین پر۔

ملکۂ عفّت وحیا:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ ومہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

پیکر عفّت وعصمت، مجسمہ شرم وحیا سیّدہ بتول کی ذات گرامی طبقہ انسانی کیلئے عموماً اور طبقہ نسواں کیلئے خصوصاً عفّت وعصمت اور شرم وحیا کی قابل تعظیم تصویر ہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات سے پوچھا اَیُّ شَیءٍ خَیْرٌ لِلْمَرْاَۃِ کہ عورتوں کیلئے بہترین صفت کونسی ہے آپ نے کوئی جواب نہ دیا جب آپ گھر میں تشریف لائے تو سیّدہ کائنات سے اس سوال کا تذکرہ ہوا تو آپ نے جواب دیا! سب سے اچھی صفت عورت کی یہی ہے اَنْ لَّا تَرىٰ رَجُلاً وَّلَا يَرَا هَا رَجُلٌ کہ وہ کسی غیر محرم کو نہ دیکھے۔ اور کوئی غیر محرم اُسے نہ دیکھ پائے۔ مولائے کائنات جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ سیّدہ

بتول کا جواب سرکار ﷺ کے حضور پیش کیا تو سرکار نے ارشاد فرمایا! میرے سوال کا یہی جواب ہے اور اور فاطمہؓ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہے۔[1]

پردے کا عالم:

ایک بار صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ ابن مکتومؓ سیدہ زہرا بتولؑ کے گھر آئے سیدہ بتول دوڑ کر کوٹھڑی میں چلی گئیں۔ جب وہ فارغ ہو کر واپس گئے تو سیّدہ زہرا باہر تشریف لائیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹی ابن مکتومؓ تو نابینا ہیں تم نے تکلیف کیوں کی تو آپ نے فرمایا! بابا جان وہ نابینا ہے میں تو نابینی نہیں ہوں کہ غیر محرم کو دیکھتی رہتی۔[2]

خُلقِ عظیم کی مثال:

شمعون یہودی جو کہ سیدہ زہراؑ کی چادر کی برکت سے مسلمان ہو گیا تھا اس وجہ سے اُس کو تمام یہودیوں نے چھوڑ دیا تھا اور اُس کے ساتھ

---

[1] احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۴۶۔ امام غزالی [2] مشکوۃ شریف

تمام تعلقات کو منقطع کر دیا تھا۔ قضائے الٰہی سے اُسکی بیوی رات کو فوت ہوگئی رات بہت تاریک تھی۔ ہَوا بہت تیز چل رہی تھی سردی کا موسم تھا شمعون محلّہ کے ایک ایک گھر گیا مگر کوئی بھی اِس مصیبت کی گھڑی میں اُس کی مدد کیلئے تیار نہ ہوا جب سیدہ زہراؑ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ فوراً اُس تاریکی، ہوا کی شدّت اور سرد موسم میں اپنے گھر سے شمعون یہودی کے گھر تشریف لے گئیں اُسکی بیوی کی میت بے سروسامانی کے عالم میں پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے میت کو اُٹھایا غسل دیا اور اپنے دستِ مطہر سے اس کو کفن پہنایا۔

سرورِ کائنات کا خطبہ:

حضرت فضل ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دورانِ مرض ایک روز رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکلے اور مسجد میں تشریف لا کر منبر پر بیٹھ گئے آپ نے دردِ سر کی وجہ سے سر پر رومال باندھ رکھا تھا پھر آپ نے حضرت بلالؓ کو فرمایا لوگوں میں منادی کر دے کہ وہ یہاں جمع ہو جائیں ہم چاہتے ہیں کہ اُنہیں وصیت کریں حضرت بلالؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں منادی کر دی

یہاں تک کہ اُن کی آواز کو ہر بڑے چھوٹے نے سُن لیا سب لوگ جمع ہو گئے

بدلہ لے لو:

سرورِ کائنات ﷺ نے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا! فرمایا: اے لوگو ہمارا وقتِ ارتحال قریب ہے گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم ہم سے اور ہم تم سے الگ ہو چکے ہیں ہم تم کو قسم دیتے ہیں کہ جس شخص کو بھی ہم سے کوئی تکلیف پہنچی ہو وہ اُٹھے اور ہم سے اُس کا قصاص لے لے اور اگر ہم سے کسی پر کوئی ظلم ہو گیا ہو اور وہ آزردہ خاطر ہو تو وہ بھی ہم سے بدلہ طلب کر لے اُس مجلس میں عکاشہ بن محصن نے اُٹھ کر کہا یارسول اللہ اگر آپ نے اس سلسلہ میں مبالغہ نہ کیا ہوتا تو میں ہرگز بات نہ کرتا اب چونکہ آپ نے بار بار تکرار کی ہے اس لئے اگر میں نے یہ بات نہ کی تو گنہگار ہو جاؤں گا۔ آپ نے غزوہ تبوک میں اپنی ناقہ مبارک کو مارنے کیلئے تازیانہ چلایا تھا جو میری پشت پر آ لگا اور اُس سے مجھے بہت زیادہ تکلیف ہوئی میں اِس وقت آپ سے قصاص چاہتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عکاشہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطاء فرمائے کیا تو جانتا

ہے کہ وہ تازیانہ کون سا تھا عکاشہ نے عرض کی وہ تازیانہ ''بید'' کا تھا جس پر چمڑے کی بنائی کی گئی تھی آپ نے اُسے کوڑے کی طرح پکڑ رکھا تھا حضورؐ نے فرمایا سلمانؓ وہ تازیانہ فاطمہؑ کے گھر میں ہے جا لے کر آ۔

سیّدہؑ کی بے قراری:

حضرت سلمانؓ سیّدہ فاطمۃ الزہرا کے حجرہ مبارک کے دروازہ پر پہنچے تو صدا دی یا اہلِ بیتِ نبوت آپ پر میرا اسلام ہو! سیّدہ نے سلمانؓ کی آواز پہچان کر فرمایا اے سلمانؓ کیسے آیا ہے حضرت سلمانؓ نے عرض کی اے سیدۃُ النساء آپ کے والدِ گرامی نے تازیانہ ممشوق طلب فرمایا ہے سیّدہ بتول سلام اللہ علیہا نے فرمایا سلمانؓ میرے والد گرامی بخار میں مبتلا ہیں اور سواری پر بیٹھنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں وہ تازیانہ کا کیا کریں گے حضرت سلمانؓ نے عرض کی آپ کے والدِ محترم نے منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وداع کیا اور لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے فرمایا جس کسی کا ہم پر کوئی حق ہے وصول کر لے ایک روز آپ نے یہ تازیانہ اپنی ناقہ کو مارنے کیلئے اُٹھایا تو ایک شخص اِس کی زد میں آ گیا تھا اب وہ شخص آپ ﷺ سے اسکا قصاص مانگ رہا ہے جناب سیّدہ کی چیخ نکل گئی اور روتے ہوئے

ارشاد فرمایا اے سلمانؓ میں تجھے خدا کی قسم دیتی ہوں تو اُس شخص کو قسم دے کہ میرے باپ پر رحم کرے کیونکہ وہ ضُعف کی حالت میں ہیں۔

قصاص ہم پر ہے:

نبی کریم ﷺ نے عکاشہ کو فرمایا اے عکاشہ اٹھ کر تازیانہ اُٹھا لے اور جس طرح ہم نے تجھے مارا تھا اُسی طرح تو بھی ہم پر تازیانے کی ضرب لگالے عکاشہ نے تازیانہ اٹھایا تو اکابر صحابہؓ میں سے ہر ایک نے عکاشہ کے پاس آ کر کہا تو ہمیں ایک تازیانے کے بدلے میں دس دس تازیانے مار لے اور رسول ﷺ سے قصاص نہ لے کیونکہ اُن کو بخار ہے تو ان کو تکلیف دے کر ہمارے غم واندوہ میں اضافہ نہ کر، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کی عذر خواہی کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا تازیانہ مارنے کا قصاص ہم پر واجب ہے تمہیں مار لینے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔

حسنین کریمینؑ بھی آ گئے:

اِسی اثناء میں جناب حسنین کریمینؑ روتے ہوئے پہنچ گئے تو دوسری

طرف صحابہ کرام کی چیخیں نکل گئیں سیّدہ بتول سلام اللہ علیہا کے شہزادوں نے سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کی نانا جان ہم نے سُنا ہے کوئی شخص آپ سے قصاص لینا چاہتا ہے ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہم دونوں اُس سے ایک تازیانے کے بدلہ میں ایک سو تازیانہ کھائیں نبی کریم نے فرمایا نانا کی جان کے ٹکڑے تازیانہ ہم نے مارا ہے تم قصاص کیوں بھرتے ہو پھر آپ نے فرمایا اے عکاشہ اُٹھ اور اپنا بدلہ لے لے حضرت عکاشہ نے عرض کی یارسول اللہ اُس روز میری پُشت برہنہ تھی میری خواہش ہے کہ آپ بھی اپنی پشت برہنہ کریں سرکار مدینہ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے قمیض مبارک کو پشت سے اُٹھایا تو فرشتے چیخ اُٹھے فریاد و فغاں کی آواز آنے لگی۔ مگر جب عکاشہ کی نظر آپ کی پشت انور اور مہر نبوت پر پڑی تو چھلانگ لگا کر مہر نبوت کو چوم لیا اور آپ کے دونوں شانہ ہائے اقدس کے درمیان چہرہ رکھتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ میری غرض قصاص لینا نہ تھی بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ مُہرِ نبوت کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں اور آپکے بعض اعضائے مبارکہ سے مس ہو جاؤں کیونکہ آپ کا ارشاد ہے مَنْ مَسَّ جِلْدِی لَنْ تَمَسَّهُ النَّارَ یعنی جس نے ہمارے جسم کی جلد سے مس کرلیا اُسے آگ نہیں چھوئے گی۔

اُمت کا غم:

جب آیت وَاِنْ مِنْکُمْ اِلَّاوَارِدُھَا نازل ہوئی تو سرکارِ دو عالم مغموم اور ملول ہو گئے اور اُمت کے گنہگاروں کی فکر کرنے لگے جب لوگوں نے اس غم کی وجہ پوچھی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور کسی کو بتائے بغیر ''جبلِ سلاح'' کے دامن میں ایک تنگ و تاریک غار میں چلے گئے اور اُمت کی بخشش و مغفرت کی دعا میں مشغول ہو گئے اور اسی طرح غار میں آپ کو تین دن گزر گئے اُدھر مدینہ میں قیامت بپا تھی مسلسل تین دن سے سرکار ﷺ غائب ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام پریشان تھے اور اسی پریشانی کے عالم میں کوئی جگہ نہ چھوڑی جہاں سرکار کو نہ تلاش کیا ہو آخر میں تلاش کرتے کرتے ایک صحابی کو رستے میں ایک چرواہا ملا اس سے پوچھا تم نے ہمارے آقا مولا حضرت محمد ﷺ کو اِدھر کہیں دیکھا ہے چرواہے نے جواب دیا میرے بھائی میں تو نہیں جانتا کہ محمدِ عربی کون ہیں ہاں اِس سامنے والے غار میں کوئی شخص دن رات روتا رہتا ہے اور ''ربِّ امتی'' کی صدائیں دیتا رہتا ہے اِس دردناک آواز کی وجہ سے میرے جانوروں نے چرنا بھی چھوڑ دیا ہے اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ

جانور بھی اُس کے غم میں رو رہے ہوں۔ جب صحابہ کرامؓ نے چرواہے کی باتوں کو سُنا تو دل کو یقین ہو گیا خوشی و مسرّت کی ایک لہر دوڑ گئی اور چرواہے کو کہا وہی تو ہمارے آقا مولا ہیں پھر تیز قدموں کو اُٹھاتے ہوئے سب غلاموں نے غار کی طرف اُترنا شروع کر دیا جب غار کے دھانے پر پہنچے تو دیکھا سرورِ کائنات سجدہ میں گریہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے پروردگار جب تک تو نے میری اُمت کے گنہگاروں کو نہ بخشا میں سجدے سے اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا۔

سیّدہ زہراؑ کی حالتِ زار:

جو سیّدہ زہراؑ اپنے بابا کے بغیر ایک گھڑی بھی جُدا نہ رہ سکتی تھیں مسلسل تین دن کے فراق اور جدائی سے جو کیفیت خاتونِ جنت کے دل پر گزری اُسے کون بیان کر سکتا ہے مسلسل گریہ و زاری کی وجہ سے آنکھیں سرخ اور متورم ہو چکی تھیں امہات المومنین مسلسل سیّدہ کائنات کو تسلیاں دے رہی تھیں سیّدہ کئی مرتبہ اِس غم واندوہ میں بے ہوش ہوئیں اُدھر شہزادے حسنین کریمینؑ کی نالہ وفریاد سے دل پھٹے جا رہے تھے مولانا روم نے اس کی یوں تصویر کشی کی ہے۔

دردِ دل من کمتراز یعقوب نیست
اُوپسرِ گم کردہ ومن پدر گم کردہ ام

کہ میرا دردِ دل حضرت یعقوب علیہ السلام سے کم نہیں ہے انہوں نے بیٹا گم کیا اور میرا بابا گم ہوگیا اُدھر غلاموں نے اپنے آقا مولا کی جب یہ حالت دیکھی تو پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگے اور کہنے لگے اے ہمارے آقا و مولا اپنا سر اُٹھایئے اور ہم پر رحم فرمایئے آپ کے بغیر ہر چیز سوگوار ہے مگر سرکارؑ نے سر نہ اُٹھایا۔

دروازۂ بتولؑ:

آخر کار کچھ غلام دروازہ بتولؑ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم نے بار بار کوشش کی کہ سجدے سے سر اُٹھائیں لیکن ناکامی ہوئی اب آپ کرم فرمائیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام آپ کی بات ضرور مان جائیں گے شہزادیٔ کونینؑ نے جب سارا ماجرا سُنا تو اپنے اوپر ایک اونی کمبل لپیٹا جس پر (بارہ) پیوند لگے ہوئے تھے عورتوں کے جلوس میں آپ اس غار کی طرف تشریف لے گئیں جب غار میں پہنچیں اور سرکار کی حالت ملاحظہ فرمائی تو ایک مرتبہ تڑپ اُٹھیں کندھے پر ہاتھ رکھا عرض کیا! بابا

جان سجدہ سے سر اُٹھائیے اور دیکھئے آپ کے پاس کون آیا ہے بابا جان آپ کی فاطمہ آئی ہے کیا آپ میری آنکھوں میں آنسو دیکھ سکتے ہیں بابا جان اُمت کی فکر نہ کیجئے میں قیامت کے دن گنہگاروں کے اعمال کے پلڑے کو اپنے لختِ جگر حسن مجتبیٰؑ کا زہر آلود جامہ رکھ کر پورا کردوں گی اگر پھر بھی پورا نہ ہوا تو اپنے لختِ جگر حسینؑ کا خون آلود پیراہن رکھ کر پورا کردوں گی پھر بھی کمی رہی تو اُس پلڑے میں اپنے گیسو تراش کر رکھ دوں گی بابا جان پھر تو کوئی وجہ نہیں کہ گنہگاروں کا پلڑا بھاری نہ ہو سرکار نے جب یہ گفتگو سنی تو سجدے سے سر اُٹھایا۔

اُمت کے حق میں دعا:

سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا فرمائی یا اللہ تیری اس کنیز کے سر کا ایک بال بھی ننگا نہیں ہوا مگر تیری بارگاہ میں سر سے چادر اُتار کر دعا کرتی ہوں میرے بابا کی اُمت کے گنہگاروں کی بخشش فرمادے ابھی سیّدہ فاطمۃ الزہراؑ کا دستِ اقدس چادر کی طرف اُٹھا ہی تھا کہ جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑیئے اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا کو منظور کر لیا اور آپ کی اُمت کو بخش

دینے کا وعدہ فرمالیا چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن صفوریؒ نقل فرماتے ہیں۔

فَنَزَلَ الْجِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلام وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ لَکَ قُلْ لِفَاطِمَةَ یَفْعَلُ بِاُمَّتِکَ تُحِبُّ فَاطِمَةُ [1]

کہ جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فاطمہؓ سے فرمادیجئے کہ غم نہ کرے آپ کی اُمت کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو فاطمہ چاہے گی۔

حضرت جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔

پس ندا آمد از یزداں کائے رسول
من دعائے فاطمہؓ کردم قبول

پس آواز آئی اے میرے رسولؐ میں نے فاطمہؓ کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔

گر طلب کر دی زمین و آسماں
جملہ بخش دیمش در یک زماں

اگر اس وقت زمین و آسمان بھی طلب کیے جاتے تو تمام بخش دے جاتے

---

[1] نزھۃ المجالس ۲/۲۲۶

عزرائیل اجازت طلب کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ زمین پر میرے حبیب کے پاس جا اور اُن کی اجازت کے بغیر نہ اُن کے حجرہ میں قدم رکھنا اور نہ ہی روح قبض کرنا۔ بحکم پروردگار عزرائیل نے اپنے ساتھ ہزاروں مددگار فرشتوں کو لیا اور دُرّ و یواقیت کی پوشاکیں پہنے ابلق گھوڑوں پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے بیت الشرف کے دروازہ کے باہر کھڑے ہو گئے اور کہا اے اہلِ بیتِ نبوت اور معدنِ رسالت ہمیں اندر آنے کی اجازت دیں کیونکہ ہم دُور سے آئے ہیں۔

سیّدہ فاطمہؑ کا جواب:

سیّدہ بتول سلام اللہ علیہا سرورِ کائنات ﷺ کے سرہانے کھڑی تھیں آپ نے جواب دیا ابھی ملاقات نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے حال میں مصروف ہیں عزرائیل علیہ السلام نے دوسری مرتبہ اجازت

طلب کی تو سیّدہ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ عزرائیل نے بلند آواز سے اجازت طلب کی تو تمام اہل خانہ پر اک ہیبت سی چھا گئی اسی اثناء میں سرکار دو عالم کیفیت استغراق سے باہر آ گئے اور آپ نے چشمانِ مقدس کھول کر پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے سیّدہ بتول نے عرض کی ایک ہیبت ناک آواز اور عجیب شان کا غریب آدمی دروازے کے باہر کھڑا ہے اُس نے تین بار اندر آنے کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے ہر مرتبہ عذر پیش کیا مگر وہ نہیں سنتا حضور ﷺ نے فرمایا: بیٹی تو جانتی ہے وہ کون ہے سیّدہ زہراؑ نے عرض کیا خدا اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔ سرور کائنات نے فرمایا یہ لذّات کو توڑنے والا، آرزوؤں اور مرادوں کو قطع کرنے والا، اولادوں کو یتیم کرنے والا، عورتوں کو بیوہ کرنے والا، ایسا حریف ہے کہ بغیر چابی کے دروازہ کھول لیتا ہے اور بغیر ہتھیار کے جان نکال لیتا ہے، اگر دروازے بند ہوں تو یہ دیوار سے آجاتا ہے اور جس گھر میں یہ آجائے اس گھر سے دھواں اُٹھنے لگتا ہے یہ ملک الموت ہے اور تیرے باپ کی روح قبض کرنے کیلئے آیا ہے اور ہمارے آستانے کے احترام کی وجہ سے وہ پوچھ رہا ہے ورنہ اجازت طلب کرنا اور رخصت مانگنا اس کی عادت نہیں اُس کیلئے دروازہ کھول دیں۔

بیٹی سے گفتگو

سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ نے یہ بات سُنی تو فریاد کرتے ہوئے کہا افسوس مدینہ ویران ہوگیا کیونکہ صاحب سکینہ یہاں سے عزمِ سفر رکھتے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سیّدہ زہرا کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے سینہ مبارک پر رکھ لیا اور کچھ دیر کے لئے چشمانِ مبارک برہم ہوگئیں اور یوں معلوم ہوا کہ آپ کی روح مطہر جسم اقدس سے جدا ہوگئی ہے سیّدہ سلام اللہ علیہا نے آپ کے چہرۂ انور کی طرف جھک کر آپ کو بابا جان کہہ کر پکارا مگر کوئی جواب نہ آیا آپ رونے لگیں حضورؐ نے آنکھیں مبارک کھول کر فرمایا اے بیٹی نہ رو کیونکہ تیرے رونے سے حاملانِ عرشؐ رونے لگتے ہیں پھر آپ نے اپنے دستِ اقدس سے جنابِ سیّدہ کے چہرۂ اقدس سے آنسو پونچھتے ہوئے بشارتیں اور تسلّیاں دیں اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے اللہ میری بیٹی کی جدائی میں صبر کی توفیق عطاء فرما۔[1]

---

[1] روضۃ الشھداء، ۲۴۶۔۲۴۷

وصالِ رسول پر نُدبہ ٔ بتول:

جب رسول کائنات ﷺ نے وصال فرمایا تو آپ کی لختِ جگر سیّدہ زہرا بتولؑ نے غم واندوہ کی حالت میں ارشاد فرمایا!

وَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ اَنْعَاهُ. وَااَبَتَاهُ مِنْ رَّبِهٖ اَدْنَاهُ وَا اَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاهُ وَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبّاً دُعَاهُ [1]

اے بابا جان! میں جبرئیل سے فریاد کرتی ہوں، ہائے بابا جان آپ اپنے رب سے کس قدر قریب ہیں، ہائے میرے بابا جان! آپ کی جگہ جنت الفردوس ہے، ہائے میرے بابا جان آپ نے خدا کے بلاوے کو قبول کرلیا ہے۔

قبرِ رسولؐ پر حاضری:

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ سیّدہ فاطمہ بنتِ رسول ﷺ اپنے والد کی وفات کے بعد اُن کی قبر پر تشریف نے

---

[1] المستدرک، امام حاکم نیشاپوری

گئیں اور کچھ توقف کے بعد قبرِ انور سے

ایک مُٹھی مٹی اُٹھائی اور اپنے چہرے پر رکھتے ہوئے فرمایا:

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَتِ اَحْمَدا

اَنْ لَّا یَشُمُّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جو شخص روضۂ اطہر کی مٹی سونگھ لے اُس پر لازم ہے کہ ساری عمر عنبر وکستوری کو نہ سونگھے۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْاَنَّھَا

صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لِیَا لِیَا [1]

مجھ پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹ پڑے اگر وہ دنوں پر گریں تو وہ راتیں ہو جائیں۔

ناقۂ عضباء:

ناقہ عضباء وہ اونٹنی ہے جو خیبر میں رسول اللہ ﷺ کو ملی چنانچہ یہ اونٹنی ایک دن نبی کریم ﷺ سے عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ میں ایک یہودی کے قبضے میں تھی جب میں چرنے جاتی تو گھاس مجھے پکارتی کہ

---

[1] الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۲۸۳۱

اِدھر آ کیونکہ تو محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے ہے اور جب رات ہوتی تو درندے آپس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ اِس اُونٹنی کے پاس نہ جانا کیونکہ یہ محمد ﷺ کیلئے ہے یہ اونٹنی نبی ﷺ سے ہم کلام ہوتی تھی۔

سیّدہؑ سے گفتگو:

سرکار مدینہ کے وصال مبارک کے بعد اُونٹنی دروازۂ بتولؑ پر حاضر ہوئی۔ جب آپ نے ناقہ کو دیکھا ایک مرتبہ اپنے بابا جان کی یاد آ گئی آنکھوں سے آنسو اُمڈ آئے کہنے لگی اے بنتِ رسول ﷺ آپ پر سلام ہو میں آج آپ کے بابا جان کے پاس جا رہی ہوں اگر آپ نے اپنے بابا کو کوئی پیغام دینا ہو تو ارشاد فرمائیں۔

سیّدہؑ کا پیغام:

جب سیّدہ نے ناقہ کی باتیں سُنی تو تڑپ گئیں اُونٹنی کے سر کو اپنی گود میں لیا اور رو کر فرمایا میرے بابا کی یادگار تُو مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے تو میرے بابا کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ آپ کی زیارت کا شوق مجھ پر

غالب آچکا ہے دعا کریں کہ میں بھی آپ تک جلد از جلد پہنچ جاؤں۔ ناقہ اُس دن گری اور مرگئی۔ اُس اُونٹنی کو ایک کمبل لپیٹ کر دفن کر دیا گیا چنانچہ جب تین دن کے بعد اُس جگہ کو کھول کر دیکھا تو وہاں پر کوئی نشاں تک موجود نہ تھا۔ ؎

روزِ قیامت عزتِ زہراؑ:

حدیث میں آتا ہے کہ سیّدۂ کائنات مخدومۂ کونین شہزادیٔ رسول ﷺ قیامت کے دن اُسی ناقہ 'عضباء' پر سواری فرمائیں گی۔ اور آپ پر عزت کا جوڑا ہوگا جسے آبِ حیات سے دھویا گیا ہے۔ ساری مخلوق دیکھ کر حیران ہو جائے گی پھر آپ کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا جس کا ہر حلّہ ہزار حلّوں پر مشتمل ہوگا ہر ایک پر سبز خط سے لکھا ہوگا محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹی کو احسن صورت، اکمل ہیبت، تمام تر کرامت اور وافر تر عزت کے ساتھ جنت میں لے جاؤ! پس آپ کو دلہن کی طرح سجا کر ستر ہزار حوروں کے جُھرمٹ میں جنت کی طرف لایا جائے گا۔

؎ ماخوذ از نزھۃ المجالس

اہلِ محشر کو حکم:

جب قیامت کے دن سب لوگ ایک میدان میں جمع ہونگے جن میں انبیاء کرام ہونگے اولیاء ہونگے، اوتاد ہونگے، ابدال ہونگے، اغیاث ہونگے، تائبین ہونگے، خاشعین ہونگے، صالحین ہونگے، صدیقین ہونگے، شہداء ہونگے، فقہا ہونگے، محدثین ہونگے، تابعین ہونگے، صحابہ کرام ہونگے، مرسلین عظام ہونگے، پردہ کے پیچھے سے ایک غیبی آواز آئے گی، جس کو جلیل القدر محدثین نے کُتبِ احادیث میں نقل فرمایا۔

یَا اَہْلَ الْجَمْعِ نَکِّسُوْ رَؤُسَکُمْ وَ غُضُّوْ اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ اِلَی الْجَنَّۃِ [1]

اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکالو اور اپنی نگاہیں نیچی کرلو تاکہ فاطمہؓ جنت کی طرف گزر جائیں۔

نگاہوں کو جھکالو! اہلِ محشر کو یہ ندا ہوگی
سواری خلد میں جائے گی جب ذیشان زہرا کی

---

[1] کنز العمال، علامہ متقی ہندی

سیّدہ کائناتؑ کا خواب:

ایک دن مولا علیؑ حجرۂ سیّدہؑ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیّدہ پاکؑ اپنے ہاتھوں سے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا رہی ہیں اور اپنے بچوں کے کپڑے بھی دھو رہی ہیں مولا علیؑ نے دیکھ کر فرمایا فاطمہؑ میں نے آپ کو ایک ہی وقت میں دو کام کرتے نہیں دیکھا جبکہ آپ تین کاموں میں مصروف ہیں اس میں کیا راز ہے سیّدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا۔ ھَـذَا فِـرَاقُ بَيۡنِیۡ وَبَيۡنَکَ یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کی صورت ہے یا علیؑ میں نے آج خواب میں اپنے بابا جان کو بلندی پر کھڑے دیکھا ہے آپ چاروں طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کا انتظار ہو میں نے عرض کیا بابا جان آپ کہاں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا! بیٹی فاطمہؑ میں تیرا انتظار کر رہا ہوں، بیٹی آج تو دنیا کے قید خانے سے نکل کر عقبیٰ کے باغ میں آ جائے گی۔ آج بہت جلد ملاقات ہونے والی ہے، کل رات تُو ہمارے پاس ہوگی۔

آج میرا آخری دن ہے:

یا علیؑ میں نے جان لیا ہے کہ یہ میرا آخری دن ہے، آئندہ شب کے پہلے حصے میں انتقال کر جاؤں گی یہ روٹیاں میں نے اس لئے پکائی ہیں کہ کل آپ میری مصیبت میں مصروف ہونگے تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں اور بچوں کے کپڑے اس لئے دھو رہی ہوں نہ جانے میرے بعد میرے بچوں کے کپڑے کون دھوئے گا اور میرے یتیموں کے دل کی خواہش کو کون پورا کرے گا میں چاہتی ہوں کہ اپنے بیٹوں کے سر میں کنگھی کرلوں پتہ نہیں میرے بعد اِن کی زُلفوں اور چہروں کا غبار کون دھوئے گا مولا علیؑ نے جب یہ باتیں سنی تو آبدیدہ ہو گئے فرمانے لگے اے بنتِ رسول ﷺ ابھی تو آپ کے والد محترم کی جدائی کا داغ بھی آسودہ نہیں ہوا کہ آپ کی جدائی کا وقت سر پر آ گیا ہے۔

آہ نکل گئی:

سیّدہؑ نے فرمایا! اے علیؑ آپ نے اُس مصیبت پر بھی صبر کیا ہے۔ تو اِس پر بھی صبر کریں اور آپ میرے پاس ہی رہیں آپ نے اپنے

شہزادوں کے کپڑے پانی میں بھگو کر جب اُن کے چہرے کی طرف نظر کی تو آہ نکل گئی ۔[1]

کمالِ عفّت وحیا:

سیّدۂ کائنات خاتونِ جنتؓ نے دورانِ مرض حضرت اسماءؓ پر سوال کیا کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص میرا جنازہ بھی نہ دیکھے! حضرت اسماء نے عرض کیا! بنتِ رسولؐ میں نے حبشہ میں دیکھا کہ وہاں کے لوگ چارپائی پر درختوں کی شاخیں باندھ کر اُس پر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے وہ چارپائی ڈولی یا تابوت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے حضرت اسماء کھجور کی چند شاخیں لے کر اس کی شکل بنا کر لائیں سیّدہ کائنات نے اُسے دیکھ کر ارشاد فرمایا کیا ہی اچھی اور خوب ہے جس سے عورت کو مرد سے پہچانا جاتا ہے۔

---

[1] رضۃ الشہداء، علامہ کاشفی

مجھے رات کو دفن کرنا:

اس کے بعد فرمایا: جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو اس قسم کی ڈولی نما چارپائی تیار کرنا مجھے دفن کرنے کیلئے رات کے وقت جانا اور ہرگز کسی دوسرے کو میرے جنازے کی اطلاع نہ کرنا۔ [1]

غسل خود فرمایا:

سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمہؓ کو بلا کر فرمایا! امی جان میرے لئے پانی لائیں تاکہ میں غسل کرلوں۔ اُمّ المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے پانی رکھ دیا تو جنابِ سیّدہؓ نے اس طرح غسل فرمایا کہ میں نے آج تک کسی کو اِس خُوبی کے ساتھ غسل کرتے ہوئے نہیں دیکھا پھر اُنہوں نے مجھ سے صاف ستھرے کپڑے طلب کیے آپ نے کپڑے پہن کر مجھے کہا کہ میرا بستر کمرے کے درمیان بچھا دیں میں نے بستر بچھا دیا آپ پہلو کے بل تکیے کا سہارا لے کر قبلہ رُو ہو کر لیٹ گئیں اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا۔

---

[1] البتول

کافور کے تین حصے کیے:

آپ نے اسماء بنت عمیسؓ کو بلا کر فرمایا میرے بابا کے مرض میں جبرئیلؑ آپ کے جسد اطہر کو حنوط کرنے کیلئے جنت سے کافور لائے تھے جس کے آپ نے تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے لئے رکھ لیا اور دو حصے مجھے عطا فرماتے ہوئے فرمایا کہ ایک حصہ تمہارا، اور ایک حصہ علیؑ کا۔ اے اسماء! وہ کافور چالیس مثقال کی مقدار میں ہے اور فلاں مقام پر رکھا ہوا ہے۔ اُس میں سے میرے حصے کا بیس مثقال لے آؤ۔ اور میرے لئے حنوط بنا لے اور بیس مثقال علیؑ کیلئے سنبھال کر رکھ لے۔

مجھے تنہا چھوڑ دو:

حضرت اسماءؓ نے سیّدہ پاکؑ کے فرمان کی تعمیل فرمائی تو آپ نے حضرت اسماءؓ سے فرمایا! اب تو بھی باہر چلی جا اور مجھے تنہا چھوڑ دے تا کہ میں تھوڑے سے وقت میں اپنے پروردگار کے حضور میں معروضات پیش کرلوں۔

مناجات کی آواز:

حضرت اسماء بنت عمیسؓ باہر آگئیں تو تھوڑی دیر کے بعد اُن کے کانوں میں سیّدہ زہراؓ کے رونے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرنے کی آواز آئی حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی آواز پر کان لگا دیے آپ فرما رہی تھیں۔

الٰہی میرے بابا مصطفیٰ ﷺ کے صدقے!

علیؑ کے دردِ دل کے صدقے!

حسنؑ و حسینؑ کے سوزوں کے صدقے!

میری چھوٹی بچیوں کے صدقے!

میرے بابا جان کی امت کے گنہگاروں پر رحم فرما۔ اور ان کے گناہوں سے درگزر فرما۔[1]

روح، اللہ نے قبض فرمائی:

شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر بے نظیر ''روح البیان''

---

[1] روضۃ الشہدا علامہ حسین کاشفی ۱۴۲

میں فرماتے ہیں

فَقَبَضَ اللّٰہُ رُوْحَھَا

سیّدہ کائنات شہزادیٔ رسول ﷺ اُمّ الائمہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس حضرت عزرائیلؑ روح قبض کرنے کیلئے حاضر ہوئے تو آپ اس بات پر راضی نہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے خود آپ کی روح مبارکہ قبض فرمائی

بپاس پردہ ملک الموت کے انکار کرنے پر
خدا نے قبض فرمائی تھی خود ہی جان زہراؑ کی

سیّدہ پاک کا وصیت نامہ:

فَکَشَفَ اَمِیْرُ الْمُوْمِنِیْنَ عَنْ وَجْھِھَا فَاِذَا بِرُقْعَۃٍ عِنْدَ رَاسِھَا فَنَظَرَ فِیْھَا مَکْتُوْبٌ .

بَسم اللہ الرحمن الرحیم

ھٰذِہٖ وَصِیَّۃُ فَاطِمَۃُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَھِیَ تَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ مُحَمَّدً رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَاَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَاَنَّ

السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ یَا عَلِیُّ اَنَا فَاطِمَةُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ زَوَّجَنِی اللّٰهُ مِنْکَ لَاَکُوْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَنْتَ اَوْلٰی بِیْ مِنْ غَیْرِکَ فَغَسِّلْنِیْ وَحَنِّطْنِیْ وَاکْفِنِیْ وَادْفِنِیْ بِالَّیْلِ وَلَا تَعْلَمُ اَحَدًا اسْتَوْدَعُکَ اللّٰهُ وَاقْرَءُ عَلٰی وَلَدِی سَلَامًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ[1]

پس حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اہٹایا تو دیکھا کہ ایک رُقعہ اُن کے سر کے قریب پڑا ہوا ہے جب اُسے دیکھا تو اُس میں لکھا ہوا تھا اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن اور رحیم ہے یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت رسول کا اور وہ گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی دیتی ہے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت آنیوالی ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ اٹھائے گا۔

---

[1] مودۃ القربیٰ ص ۱۱۳

دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہوں:

اے علیؓ میں فاطمہؓ بنتِ رسول ﷺ ہوں اللہ تعالیٰ نے تم سے میرا نکاح کیا تا کہ دنیا و آخرت میں میں تمہاری بیوی ہوں تم غیر کی نسبت میرے لئے اولی تر ہو پس تم ہی مجھے غسل دینا اور حنوط کرنا اور کفن دینا اور رات کو دفن کرنا اور کسی کو خبر نہ کرنا میں تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں اور قیامت تک آنے والی اپنی اولاد کو سلام کرتی ہوں۔

مزارِ اقدس:

شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں!

حضرت بتول زہرا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی اَبِیْھَا الْکَرِیْم وَ عَلَیْھَا وَ عَلٰی بَعْلِھَا وَ ابْنَیْھَا وَ بَارِکْ وَ سَلَّم کے مزارِ اطہر میں دو روائتیں ہیں۔

(۱) جنت البقیع (۲) خاص جوار روضۂ رسول میں ہے[۱]

لیکن صحیح اور معتبر روایت کے مطابق آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

---

[۱] فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۴۳۲

نماز جنازہ و مدفن:

علامہ سید مومن شبلنجی ''نور الابصار فی مناقبِ اہلِ بیتِ النبی المختار'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت سیّدہ کائناتؑ کا وصال مبارک ہوا اُس وقت آپ کی عمر ۲۸ سال تھی آپ کو رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اور مولائے کائنات حضرت علیؑ نے آپ پر نماز جنازہ پڑھائی اور معتبر روایت کے مطابق آپ ہی نے سیّدہ کو لحد میں اُتارا۔ مزید فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ و علی جدہٖ السلام روایت فرماتے ہیں کہ مخدومہ کائناتؑ کی تدفین کے بعد مولا علیؑ ہر روز سیّدہ پاکؑ کی قبر کی زیارت کرتے تھے۔

تاریخِ وصال:

آپ نے تاجدارِ کائنات وجہِ تخلیق کون و مکاں نبی پاک ﷺ کے وصال پاک کے چھ مہینے بعد گیارہ ہجری تین رمضان المبارک کو وصال فرمایا۔

بیٹے:

حضرت امام حسنؑ۔ حضرت امام حسینؑ۔ حضرت سیدنا محسنؑ

بیٹیاں

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا

سیّدہ اُم کلثوم سلام اللہ علیہا

سیّدہ رقیہ سلام اللہ علیہا

دعائے مغفرت

برائے

محبِّ اہل بیت، عزیزم **محمد اختر** (شیخ) مرحوم

جس کے دل میں اپنوں کی محبت کا اک جہان آباد تھا

سارے عالم سے ہے بالا عظمتِ خیرُالنساء
ہے ورا اِدراک سے بھی رفعتِ خیرُالنساء

حصۂ جسدِ نبیؐ شہزادیٔ کونین ہیں
عکسِ کامل نورِ حق ہے صورتِ خیرُالنساء

بَضعَۃُ مِنّی ہے فرمانِ رسولِ دوسَرا
سارے عالم سے ہیں افضل حضرتِ خیرُالنساء

اُمتِ عاصی کی بخشش بن گیا مہرِ بتولؑ
مہرباں کتنی ہیں ہم پر رحمتِ خیرُالنساء

تھام کر کشکول حاضر ہے ظفؔر تیرے حضور
بھیک دے مولا مجھے بحُرمتِ خیرُالنساء

FAATIMIA PUBLICATIONS
FP
فاطمیہ پبلیکیشنز
فاطمیہ اسلامک سنٹر جی ٹی روڈ علی چک، لالہ موسیٰ
فون: 0333-8511350